ماہنامہ "خالد" ربوہ

(ایڈیٹر) نسیم مہدی





خدا کی مدد
کے بغیر کچھ
ہو نہیں سکتا
اور خدا کی
مدد اور اس کی
نصرت عاجزانہ
دعاؤں کے بغیر
مل نہیں سکتی

تیئسویں سالانہ تربیتی کلاس کے افتتاح کے موقع پر
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب
(16 اپریل 1976ء)

ہجرت 1355 ہش
مئی 1976ء

★ "تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

★ "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعودؓ)

طارق محمود طارق * حافظ مظفر احمد

# الفہرس

## تبرکات



## خطابات



## اخباری دنیا



## تحقیقی مقالہ



## علم الاعداد



## حاصلِ مطالعہ



## سفرنامہ

# قدرتِ ثانیہ

از افاضات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرمایا:-

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے، سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی" (الوصیۃ صفحہ ۶)

"چہ خوش بودے اگر ہر یک ز اُمّت نور دیں بودے"

# "خلیفہ خدا بناتا ہے"

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- "مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے جس طرح پر آدمؑ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا۔"
(بدر - ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

- "مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی...... خدا تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دے دے گا۔ تم اس معاملہ کو خدا کے حوالے کرو تم معزولی کی طاقت نہیں رکھتے...... جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔"
(الحکم: ۲۱ر جنوری ۱۹۱۴ء)

- "مَیں نے تمہیں بار ہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھلایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدمؑ کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اس خلافتِ آدمؑ پر فرشتوں نے اعتراض کیا...... مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو۔ آخر انہیں آدمؑ کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر مجھ پر کوئی اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو بھی اُسے کہہ دوں گا کہ آدمؑ کی خلافت کے سامنے سر بسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ اِبَاء اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدمؑ کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔"
(بدر - ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

- "مَیں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اُسے اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کی طرف لے آئے گی۔"
(بدر - ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی



یاد ہے چھبیس مئی سن آٹھ حزب المومنیں
وہ غروبِ شمس وقتِ صبحِ محشر آفریں

دیکھنے پائے نہ جی بھر کر کہ رخصت ہو گیا
مشعلِ ایماں جلا کر نورِ دورِ آخریں

ہاتھ ملتے رہ گئے سب عاشقانِ جاں نثار
لے گیا "جانِ جہاں" کو گود میں جاں آفریں

جسمِ اطہر کے قریں مرغانِ بسمل کی تڑپ
ہو رہی تھی روحِ اقدس داخلِ خلدِ بریں

جس طرف دیکھا یہی حالت تھی ہر شیدائی کی
سر بہ سینہ، چشم باراں، پشت خم، اندوہگیں

حسرتیں نظروں سے لے کر مومنیں سب کی سوال
اب کہاں تسکین ڈھونڈیں بے سہارے دلِ حزیں

وہ لبِ جاں بخش کہہ کر "قم باذنی" چپ ہوئے
ہجر کے ماروں کو اب کوئی جلائے گا نہیں

کون دکھلائے گا ہم کو آسمانی روشنی؟
"چودھویں کا چاند چھپ جائے گا اب زیرِ زمیں"

دونوں ہاتھوں سے لٹائے گا خزانے کون اب؟
تشنہ روحیں کس سے لیں گی آبِ فیضانِ معیں؟

○

؎ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

⦿ نہ صرف یہ کہ انسان، انسان کا خادم ہے بلکہ انسان، انسان کا سب سے بڑا خادم ہے، نوع انسانی کے سب سے بڑے خادم وہ ہیں جو اپنے آپ کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں:

⦿ خدا کی مدد کے بغیر کچھ ہو نہیں سکتا اور خدا کی مدد اور اس کی نصرت عاجزانہ دعاؤں کے بغیر مل نہیں سکتی:

## تیئیسویں ۲۳ سالانہ تربیتی کلاس کے افتتاح کے موقعہ پر

# حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی حالیہ تربیتی کلاس کے افتتاح کے موقعہ پر جو خطاب فرمایا اس کا مکمل متن تو بعد میں شائع ہو گا۔ ادارہ خالد کی طرف سے کوشش کی گئی ہے کہ حضور کے الفاظ اور مفہوم سے قریب تر رہتے ہوئے اس کی تلخیص اپنے الفاظ میں اور اپنی ذمہ داری پر پیش کرے۔ (ایڈیٹر)

"ہمارے نوجوانوں کی یہ تیئیسویں تربیتی کلاس ہے۔ اس کلاس میں اس وقت تک آنے والوں کی تعداد گزشتہ سال سے کم ہے۔ باوجود اس کے کہ باہر سے جو اطلاعات یہاں کی مرکزی انتظامیہ کو موصول ہوئی تھیں۔ اس لحاظ سے پچھلے سال کے مقابلہ میں زیادہ تعداد ہونی چاہیئے تھی لیکن عملاً یہ تعداد پچھلے سال جیسی نہیں اس کی کوئی وجہ ہو گی۔ اس وجہ کا ہمیں علم ہونا چاہیئے۔ خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ جائزہ لے کر مجھے رپورٹ کرے کہ کیا وجہ ہے کہ باوجود اطلاع کے باہر سے آنے والے نمائندگان کی تعداد کم ہے۔

یہ تربیتی کلاس ہے جو کام بھی تربیتی ہو وہ خاص مقصد کے حصول کے لئے ہوتا ہے۔ انسان اپنے نفس سمیت صرف انسان کو ہی تربیت نہیں دیتا بلکہ قرآن کریم کے اس ارشاد کے مطابق کہ ...

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (جاثیہ: ۱۴)

کہ دنیا کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے خادم کے طور پر بنایا ہے

اس لئے وہ انسان اپنے ان "خدام" یعنی کائنات کی ہر شئے کو بتاتا ہے کہ میں تجھ سے کیا خدمت لینا چاہتا ہوں۔ انسان کائنات کی ہر شئے کو یہ بتاتا ہے یا بتانے کی کوشش کرتا ہے یا اسے بتانا چاہیئے کہ میں نے کیا خدمت لینی ہے۔ یہ میں نے جو یہ تین فقرے کہے ہیں یہ اس لئے کہ ابھی بہت سارے ایسے "خدام" ہیں جن کو انسان کو پتا ہی نہیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان "خدام" کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ موٹی مثال اس کی یہ ہے کہ کچھ عرصہ قبل انسان کو ایٹم کی طاقت کا پتا نہیں تھا اور اس لئے اس نے اپنے کام کے لئے ایٹم کی تربیت بھی نہیں کی تھی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ انسان نے جو کام اس سے زیادہ تر لینا چاہا وہ اپنی ہی ہلاکت کا کام تھا۔ یہ ایسی ہی حماقت ہے جیسے کوئی آقا اپنے غلام سے کہے کہ اے فلاں! جو میرا غلام ہے۔ چھرا اٹھا اور میری گردن کاٹ دے۔ ایسے ہی انسان نے ایٹم کو حکم دیا۔ اے انسان کے خادم! انسان کی تباہی کے سامان پیدا کر۔ یہ ایک بہت بڑی حماقت تھی جو انسان سے سرزد ہوئی۔

میں اس وقت یہ بات بتا رہا ہوں کہ ہر وہ چیز جو خدمت پر مامور ہو اسے بتایا جاتا ہے کہ تو نے کیا خدمت کرنی ہے اور اس کے مطابق اس کی تربیت کی جاتی ہے۔ قرآن کریم نے جہاں یہ فرمایا کہ ہم نے تمہارے لئے اتنے "خدام" پیدا کئے وہاں یہ بھی فرمایا کہ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى کہ جتنی خدمت لینے کی کوشش کرو گے اور کوشش صحیح راہ پر ہوگی اتنی ہی خدمت یہ خادم تمہاری کریں گے۔ ہر چیز جس سے کوئی خدمت لینی ہے اس کو بتانا پڑتا ہے اور اس کے مطابق تربیت کرنی پڑتی ہے اور اس معاملہ میں انسان مستثنیٰ نہیں اور خصوصاً انسانوں میں سے ہمارے پیارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جسے ہم امت مسلمہ کہتے ہیں۔ اس کے افراد مستثنیٰ نہیں کیونکہ قرآن کریم میں اس امت کے افراد کو (جو پہلے دن سے یعنی جو پہلا شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ایمان لایا اور اسلام لایا۔ اس سے لے کر اس آخری شخص تک جو اسلام کے اندر رہے گا۔ ہر شخص کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کہ تم بہترین امت ہو اس لئے کہ نوع انسانی کی خدمت اور بھلائی کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے نہ صرف یہ کہ انسان، انسان کا خادم ہے بلکہ انسان انسان کا سب سے بڑا خادم ہے اور انسانوں میں سے سب سے بڑھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے، جو خود کو مسلمان کہتے ہیں جو خدائے واحد و یگانہ پر ایمان لائے۔ جو اسلام کی سچائی اور حقانیت کے قائل ہیں جو قرآن عظیم کی عظمت سے آشنا ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے معمور ہیں۔ نوع انسانی کے سب سے بڑے خادم ہیں۔ ہمارے لئے بہت ضروری ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے اور جیسا کہ میں نے ابھی بتایا کہ قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے کہ ہر احمدی کی زندگی کا مقصود جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خود کو منسوب کرتا ہے یہ ہے کہ وہ تمام نوع انسان کی اس رنگ میں خدمت کرے کہ ان کی بھلائی اس خدمت

کے اندر پوشیدہ ہو اور یہ کوشش کرے کہ جس طرح اس کے دل اور اس کی روح نے اپنے پیدا کرنے والے رب کو پہچانا اور اس کے پیار کو حاصل کیا اسی طرح اس کا ہر بھائی اور اس کی ہر بہن خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات سے واقف ہو اس کا عرفان رکھنے والی ہو اور خدا تعالیٰ کی اس معرفت کے نتیجہ میں جو ذمہ داریاں انسان خود اسلامی تعلیم کے ماتحت محسوس کرتا ہے۔ ان ذمہ داریوں کو وہ نبھانے والا اور خدا تعالیٰ کے پیار کو وہ حاصل کرنے والا ہو۔ ہماری زندگی کا مقصد نوع انسانی کی وہ خدمت ہے جس کی طرف اسلام ہمیں بلاتا ہے۔ ہماری تربیتی کلاسز ہوں، ہمارے جلسے ہوں یا ہمارے جمعے ہوں یا مختلف تنظیمی کارروائیاں ہوں وہ سب اس غرض سے ہیں کہ احمدی بچے جن کو ہم تنظیم کے لحاظ سے طفل کہتے ہیں۔ اطفال الاحمدیہ، احمدی نوجوان جنہیں خدام الاحمدیہ کہا جاتا ہے اور احمدی بڑی عمر کے جنہیں ہم انصار اللہ کہتے ہیں۔ اور ہماری بزرگ مائیں اور ہماری بہنیں اور عزیز اور رشتہ دار۔ ان کی اس رنگ میں تربیت ہو کہ وہ اس خدمت کو جس کی طرف قرآن ہمیں بلاتا ہے۔ اس کے کرنے کی خواہش بھی دل میں رکھتے ہوں اور اس کے مطابق اپنی ذہنی ترقی بھی کر چکے ہوں اور عملاً بھی انہیں یہ شعور ہو یعنی وہ اس بات کے اہل ہوں کہ خدمت نوع انسان کر سکیں اس خدمت کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے اسلام کی حقیقت کو جاننا اور پہچاننا اور آپ کی جو تربیتی کلاس ہے وہ زیادہ تر اسی پہلو کو ایک حد تک اجاگر کرے گی کہ پندرہ دن یا چودہ دن۔ ایک ہفتہ یا دو ہفتے کا کورس اس تربیتی کلاس کا ہے۔ سارا اسلام تو نہیں سکھایا جا سکتا۔ اسلام تو ان مختلف اشیاء کے مجموعے کا نام ہے اور اگر ایک ایک چیز کو ہم اٹھا کے پرے رکھتے جائیں اور کچھ بھی نہیں۔ اگلی چیز سے، تو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور اگر ہم آہستہ آہستہ ان بے شمار حسین چیزوں میں سے کچھ نہ کچھ لیتے جائیں تو جتنا جتنا ہم اپنے علم میں اور حسن اسلام کی معرفت میں آگے بڑھتے چلے جائیں گے ہم میں اس بات کی اہلیت پیدا ہوتی چلی جائے گی کہ ہم اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کر سکیں۔ یہاں دو چیزیں آپ کو کرنی چاہئیں۔ ایک یہ کہ آپ کے اساتذہ یا معلم یا مقررین مختلف موضوعات پر تقاریر کریں گے۔ ان کو غور سے سنیں اور جنہیں لکھنا آتا ہے (خدا کرے کہ سب کو ہی لکھنا پڑھنا آتا ہو) وہ مختصر اشارے ضرور نوٹ کر لیں تاکہ آئندہ ان کو مضمون یاد آ سکے۔

ربِّ اَرِنی حقائق الاشیاء۔ قرآن کریم نے جو بنیادی باتیں ہمیں بتائی ہیں ان میں سے ایک بنیادی بات یہ ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام اشارہ کر رہا ہے۔ حقائق حیات یا حقائق اشیاء، انسان خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا۔ ان کا علم نہیں حاصل ہو سکتا اور نہ وہ ان کو بیان کر سکتا ہے۔ اس لئے یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیں حاصل ہو اور خدا تعالیٰ کی مدد انسان کو دعا کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ میں تو یہ خواہش رکھتا ہوں کہ ایک احمدی بچہ جو بالکل چھوٹی عمر کا ہے اور ابھی اطفال کی تنظیم میں شامل ہونے کی عمر کو نہیں پہنچا اس کو بھی اس کی مائیں اور بزرگ اور اس کے بڑے بھائی دعا کی طرف متوجہ رکھیں کیونکہ ہماری زندگی کی روح خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہے جو دعا

کے بغیر، خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر، خدا تعالیٰ کے سامنے جھکے بغیر خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اسی واسطے اگر آپ یہاں سے اور سبقوں کے ساتھ یہ بنیادی سبق بھی سیکھ لیں۔ یعنی یہ سبق کہ خدا کی مدد کے بغیر کچھ ہو نہیں سکتا اور خدا کی مدد اور اس کی نصرت عاجزانہ دعاؤں کے بغیر مل نہیں سکتی اس لئے ہمیں ہر وقت اور ہر آن اپنے ربّ کریم کی طرف جھکتے ہوئے اس سے عاجزانہ دعائیں کرتے رہنا چاہیئے اور عملاً ایسا کرنا شروع کر دیں تو آپ کو اپنی زندگی کا مقصد اور اس کے حصول کی ہر راہ حاصل ہو گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت کچھ دعا کے مضمون پر لکھا ہے اس کو بھی غور سے پڑھیں۔ یہ مجھے نہیں معلوم کہ اس عرصہ میں آپ کو کتنا وقت ملے گا لیکن آپ کو جب بھی وقت ملے۔ اس عرصہ میں یا کسی اور وقت۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو جہاں اور پڑھیں وہاں خاص طور پر پہلے دعا کے حصے کو پڑھیں اور اس پر غور کریں اور اس کی جو اہمیت ہے اسے سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے پیچھے جو خدا تعالیٰ کی شان نظر آتی ہے کہ کس طرح ایک عاجز بندے کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قانونِ قدرت کو بھی اپنے ہی ایک اور قانونِ قدرت سے بدل دیتا ہے مثلاً آگ جلاتی اور پانی اس آگ کو بجھانے کی خاصیت رکھتا ہے ان چیزوں کو خدا تعالیٰ کی ایک اور تقدیر جو اس قانونِ قدرت کے پیچھے کام کر رہی ہے۔ وہ اس ظاہری قانونِ قدرت کو بدل دیتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا۔ نیا فلسفہ اور دہریہ دماغ یہ کہتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہوا؟ یہ اسی طرح ممکن ہو گیا جس طرح آگ کے لئے یہ ممکن ہو گیا کہ وہ کسی دوسری چیز کو جلائے میرے لئے تو کوئی مشکل نہیں اس واسطے کہ مجھے یقین کامل ہے۔ علیٰ وجہ البصیرت، بغیر ایک سیکنڈ کی ہچکچاہٹ کے کہ آگ اس لئے نہیں جلاتی کہ وہ آگ ہے بلکہ آگ اس لئے جلاتی ہے کہ خدا نے اسے کہا ہے کہ جلا۔ تو جس خدا نے اُسے کہا کہ جلا اور وہ جلانے لگ گئی تو اس خدا نے جب اُسے کہا کہ نہیں جلانا تو نہیں جلائے گی۔ اس واسطے کوئی اُلجھن میرے لئے تو نہیں اور میں بڑے اطمینان اور دلی سکون کے ساتھ اس حقیقت سے واقفیت رکھتا ہوں اور اپنی زندگی میں ان چیزوں کا میں مشاہدہ کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک آدمی بیمار ہو جاتا ہے اس کی بیماری بڑھتی چلی جاتی ہے وہ ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے۔ امیر آدمی ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے۔ بڑے پیسے خرچ کرتا ہے اور سارے ڈاکٹر کہتے ہیں تیرا مرض لاعلاج ہے۔ ہمیں جو علم تھا۔ جن ادویہ کو ہم جانتے تھے جو علاج ہم کر سکتے تھے جو تدابیر ہم اختیار کر سکتے تھے وہ ساری ہو چکیں اور ہمیں تو نہیں پتہ چلتا کہ کیا قصہ ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قصہ تو آسان ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کے وجود کے ذروں کو حکم دیتا ہے کہ میں نے عام قانون کے مطابق تمہیں ایسا بنایا تھا کہ یہ ادویہ تمہارے اوپر اس رنگ میں اثر انداز ہوں جس رنگ میں کہ ڈاکٹر سمجھتے ہیں کہ یہ ادویہ مؤثر ہو جاتی ہیں اور تم اثر قبول کرتے تھے اور میں نے دواؤں کے اجزاء کو حکم دیا ہوا تھا کہ تم انسانی جسم پر اثر انداز ہو۔ بڑا عجیب خدا کا حکم ہے جب خدا تعالیٰ کسی کو ہلاک کرنا چاہتا ہے یا کسی پر اپنی عظمت

کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تو خدا تعالیٰ پہلے یہ حکم دیتا ہے کہ اے جسم کے ذرو! ادویہ کا اثر قبول کرنے سے انکار کر دو اور ادویہ کو یہ حکم دیتا ہے کہ ادویہ کے اجزاء! تم اس انسان کے جسم پر اب اثر نہیں کرو گے۔ پھر ساری دنیا کے ڈاکٹر کوشش کر بیٹھتے ہیں تدبیروں کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں لیکن ادویہ کا اس جسم پر کوئی اثر نہیں ہوتا پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ خدا کا ایک بندہ وہی یا اس کے لئے کوئی اور خدا کے حضور شفا کی دعا کرتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ آسمان سے دو حکم نازل کرتا ہے اور وہ یہ حکم ہوتے ہیں کہ انسانی جسم کے ذرّوں کو کہا جاتا ہے کہ جو حکم تمہیں دیا گیا تھا کہ ادویہ کے اثر کو قبول نہ کرو۔ یہ حکم اب واپس لیا جاتا ہے۔ اے جسم کے ذرو! اب تم ان دواؤں کے اثر کو قبول کرو اور ادویہ کے اجزاء کو آسمان سے یہ حکم آتا ہے کہ اب تم اس انسان کے لئے مؤثر بن جاؤ۔ ڈاکٹر حیران ہوتے ہیں اور وہ انسان چنگا بھلا ہو جاتا ہے۔ ایک ہماری احمدی عورت کینسر سے بیمار ہو گئی اور بیماری بڑھتی چلی گئی۔ اور دوائیں ناکارہ ثابت ہوتی گئیں یہاں تک کہ لاہور کے چوٹی کے فزیشنز نے عزیزہ کے رشتہ داروں کو کہا کہ بیماری اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور اس مریضہ کا بچنا ممکن نہیں رہا۔ اور انھوں نے کہا کہ ان کے اندازے کے مطابق دو چار ہفتہ کی اس کی زندگی ہے پھر یہ مر جائے گی۔ تمہاری مرضی ہے اسے ہسپتال میں رہنے دو یا اگر چاہو تو رشتہ داروں اور عزیزوں کے پاس چلی جائے۔ وہ اپنے گھر چلے گئے۔ اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اس ہماری بہن کے ایک عزیز کو خواب میں بتایا کہ فلاں دوائی اس کو دو یہ اثر کرے گی۔ ساری دوائیاں تو انسان کے علم میں ہی نہیں ہوتیں یہ خدا کی شان ہے چنانچہ وہ وہیں جنگل میں بوٹی ملتی تھی انہوں نے اسے لیا اور استعمال کیا اور وہ مریضہ اچھی ہو گئی۔

جب دو تین مہینے کے بعد اس میں جان پڑی اور صحت مند ہو گئی ——— تو وہ اسے لے کر اس چوٹی کے فزیشن کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ اسے کینسر ہوا تھا اور اس طرح یہ اچھی ہو گئی ہے۔ تو وہ دیکھ کر کہنے لگا کہ کس احمق ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اسے کینسر ہے۔ اب وہ کیا کہتے کہ وہ احمق ڈاکٹر تم ہی تھے۔ یہ ایک نہیں یہ درجنوں نہیں بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں اور اس سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ ہمارا خدا جو ہے وہ کتنی قدرتوں کا مالک ہے ——— اور اصل حاکم تو وہی ہے باقی سب پردے ہیں اس دنیا میں۔ لیکن جتنا جتنا کوئی اپنی عملی زندگی میں یا اپنے ماحول میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے نشان دیکھتا ہے۔ اتنا زیادہ اس کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ میں بتا آپ کو یہ رہا ہوں کہ یہ وہ اللہ ہے جو اسلام نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے اور یہ وہ اللہ ہے جس کی مدد اور نصرت کے بغیر کوئی چیز ممکن نہیں اور دعائیں اس کی مدد اور نصرت کو جذب کرتی ہیں۔ جب دعا اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اس وقت اگر خدا تعالیٰ کا رحم جوش میں آجائے تو خدا تعالیٰ عام قانون کے نیچے جو اس کا خاص قانون ہے۔ وہ اس قانون کی تاروں کو کھینچتا اور اپنی قدرت کے معجزانہ تصرفات کو اپنے بندے کے لئے ظاہر کرتا ہے یہ خدا ہے جس کی طرف اسلام آپ کو اور مجھے بلاتا ہے اور یہ اللہ ہے جس کے ساتھ ہمارا ذاتی اور ایک زندہ تعلق ہونا چاہیئے۔ ٹھیک ہے چھوٹی عمر کے بچے اپنی ذہنی اور عقلی استعدادوں کے لحاظ سے ابھی قابل نہیں کہ اس کی گہرائیوں اور وسعتوں کو سمجھ سکیں لیکن اس راہ پر ضرور انھیں اس کم سنی کے ایام میں گامزن ہو جانا چاہیئے کہ جس کے نتیجہ میں وہ خوش قسمت ان میں خدا کرے ان کی تعداد زیادہ ہو جب وہ واقعہ میں اپنے زندہ خدا سے زندہ تعلق رکھنے والے ہوں۔ آمین!

••

نعت سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم

# "سزائے عشقِ نبیؐ جو بھی ہو قبول ہمیں"

جناب عبد الکریم قدسی لاہور

میرے شعور میں وہ شخص انتخاب ہوا ۔۔۔ بھرے جہاں میں نہ جس کا کوئی جواب ہوا

سزائے عشقِ نبیؐ جو بھی ہو قبول ہمیں ۔۔۔ یہ وہ گنہ ہے کہ جو حاملِ ثواب ہوا

لیا جو نامِ محمدؐ کھلے درود کے پھول ۔۔۔ ہر ایک سانس مرا عنبر و گلاب ہوا

حضورؐ آئے تو جینے کا حق ملا سب کو ۔۔۔ وبالِ دورِ تعصب خیال و خواب ہوا

خلوصِ دل سے کیا جس نے ذکرِ شاہِ اُمم ۔۔۔ خدا کا فضل و کرم اس پہ بے حساب ہوا

مہ و نجوم کو کچھ حوصلہ ملا قدسی

حضورؐ آئے تو ظلمت کا احتساب ہوا

○

• حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا
روح پرور خطاب • تلقینِ عمل • ذکرِ حبیب
• مجلسِ سوال و جواب • مجلسِ شوریٰ • انتخابِ صدر
• خطابِ صدر

## مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے

# بتیسویں (۳۲) (ایک روزہ) اجتماع کی مختصر روئیداد

مرتبہ: ابنِ احمد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ! ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ !! کہ مجلسِ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا بتیسواں (۳۲) سالانہ اجتماع جو اپنے مقررہ وقت پر منعقد نہ ہوسکا تھا ۱۸ اپریل ۱۹۷۶ء بمطابق ۱۸ شہادت ۱۳۵۵ھش کو صبح پونے نو بجے ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور افتتاحی خطاب اور دعا کے ساتھ شروع ہو کر اسی روز شام کو مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم اے صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی الوداعی تقریر، عہد اور اجتماعی دعا کے بعد بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو گیا۔

گزشتہ سال بعض غلط فہمیوں کی وجہ سے مجلس خدام الاحمدیہ کا اجتماع منعقد نہیں ہوسکا تھا اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ خدام الاحمدیہ اگلے سال دو اجتماع منعقد کرے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ کے ہی الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے کہ یہ پورا اجتماع نہیں تھا بلکہ "تلافیٔ مافات" کا اجتماع تھا۔ اس اجتماع کے لئے خدام کے مرکز میں آنے کا سلسلہ ۱۶ اپریل سے ہی شروع ہو چکا تھا کیونکہ ۱۶ اپریل کی سہ پہر سے مرکزی سالانہ تربیتی کلاس کا افتتاح بھی ہونے والا تھا۔ اس اجتماع میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ سمیت ۲۸۷ مجالس

کے ۸۰۰ خدام شامل ہوئے جبکہ ایک ہزار کے قریب اطفال اور ایک کثیر تعداد میں انصار بزرگ بھی اس اجتماع میں شریک ہوئے۔ جن میں اکثریت ربوہ کے اطفال اور انصار کی تھی۔

## حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری اور افتتاحی خطاب

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پونے نو بجے صبح "مسجد اقصیٰ" میں تشریف لائے۔ جہاں صبح سے ہی دور و نزدیک کے خدام اپنے اپنے ٹکٹ حاصل کر کے جمع ہو رہے تھے۔ حضور کی تشریف آوری پر مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم اے صدر مجلس نے اپنے رفقائے کار (یعنی مہتممین مرکزیہ) سمیت حضور کا استقبال کیا۔ جب حضور مسجد میں تشریف لائے تو مسجد اقصیٰ کا مسقف حصّہ سامعین سے پُر ہو چکا تھا۔ جملہ حاضرین نے کھڑے ہو کر حضور پر نور کی خدمت میں "اھلاً و سھلاً و مَرحبًا" عرض کیا۔

حضور کے صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جو مکرم لئیق احمد صاحب طاہر مہتمم اطفال نے کی۔ بعدۂ مکرم مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ نے جملہ خدام سے ان کا عہد دوہروایا۔ اسی دوران میں حضور ایدہ اللہ نے بھی اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر عہد کے الفاظ دوہرائے۔ عہد کے بعد صدر مجلس مرکزیہ کی درخواست پر حضور ایدہ اللہ نے کارکردگی کے لحاظ سے اوّل آنے والی مجلس اطفال الاحمدیہ فیکٹری ایریا شاہدرہ کو اپنے دست مبارک سے علَم انعامی عطا فرمایا اور مجلس اطفال الاحمدیہ لائلپور و مجلس اطفال الاحمدیہ سوسائٹی کراچی کو بالترتیب دوم اور سوم آنے پر سندات خوشنودی عطا فرمائیں۔

اضلاع کی مجالس خدام الاحمدیہ میں سے ضلع لاہور اوّل، ضلع ہزارہ دوم اور ضلع کراچی سوم قرار پائیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قائد صاحب ضلع لاہور کو انعامی شیلڈ اور قائد صاحب ضلع ہزارہ و قائد صاحب ضلع کراچی کو اپنے دست مبارک سے سندات خوشنودی عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب مجالس کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے۔ آمین! اللّٰھمّ زد فزد!!

ازاں بعد مکرم منیر احمد صاحب جاوید (آف لاہور) نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظم، "نونہالانِ جماعت سے خطاب" کے چند اشعار نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے جس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اپنا روح پرور خطاب شروع فرمایا۔ حضور کے اس خطاب کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے (انشاء اللہ اس کا مکمل متن کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کیا جائے گا)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا کہ خدام کا یہ اجتماع پورا اجتماع نہیں۔ چونکہ کسی غلط فہمی کے نتیجہ میں یہ اپنے وقت پر منعقد نہیں ہو سکا تھا اس لئے یہ اجتماع تلافی مافات کا اجتماع ہے اور اپنے وقت پر

# مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے یک روزہ اجتماع کے چند مناظر
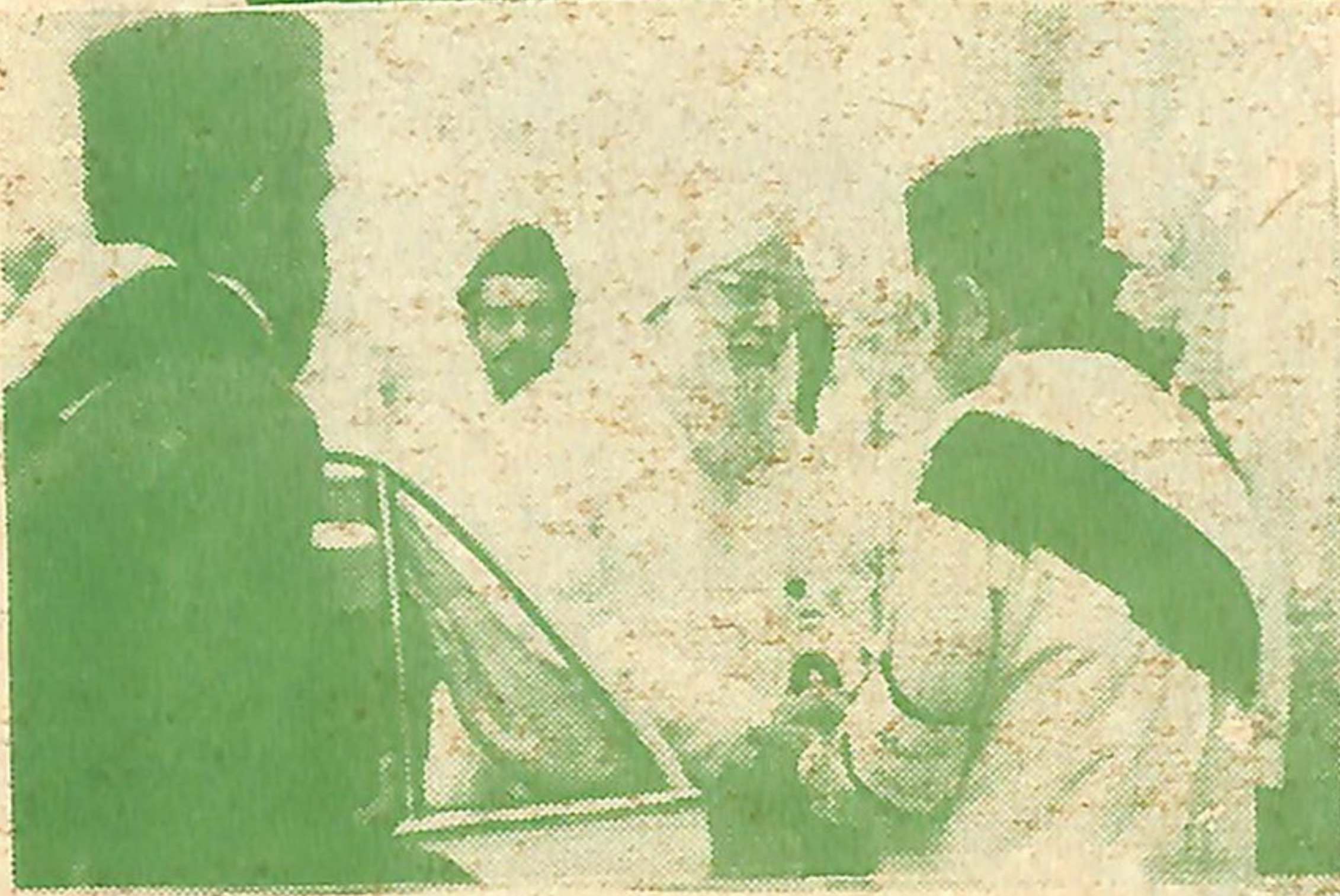


جب حضور پر نور اجتماع کے افتتاح کے لئے تشریف لائے تو صدر محترم نے مہتممین مرکزیہ کے ساتھ حضور کا استقبال کیا

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے افتتاح کے لیے تشریف لارہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دست مبارک سے مکرم ملک منور احمد صاحب جاوید قائد ضلع لاہور کو قیادت ہائے اضلاع میں کارکردگی سال ۷۷-۷۶ء میں اول آنے پر انعامی شیلڈ عطا فرما رہے ہیں

افتتاحی خطاب کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پُرسوز دُعا فرمائی
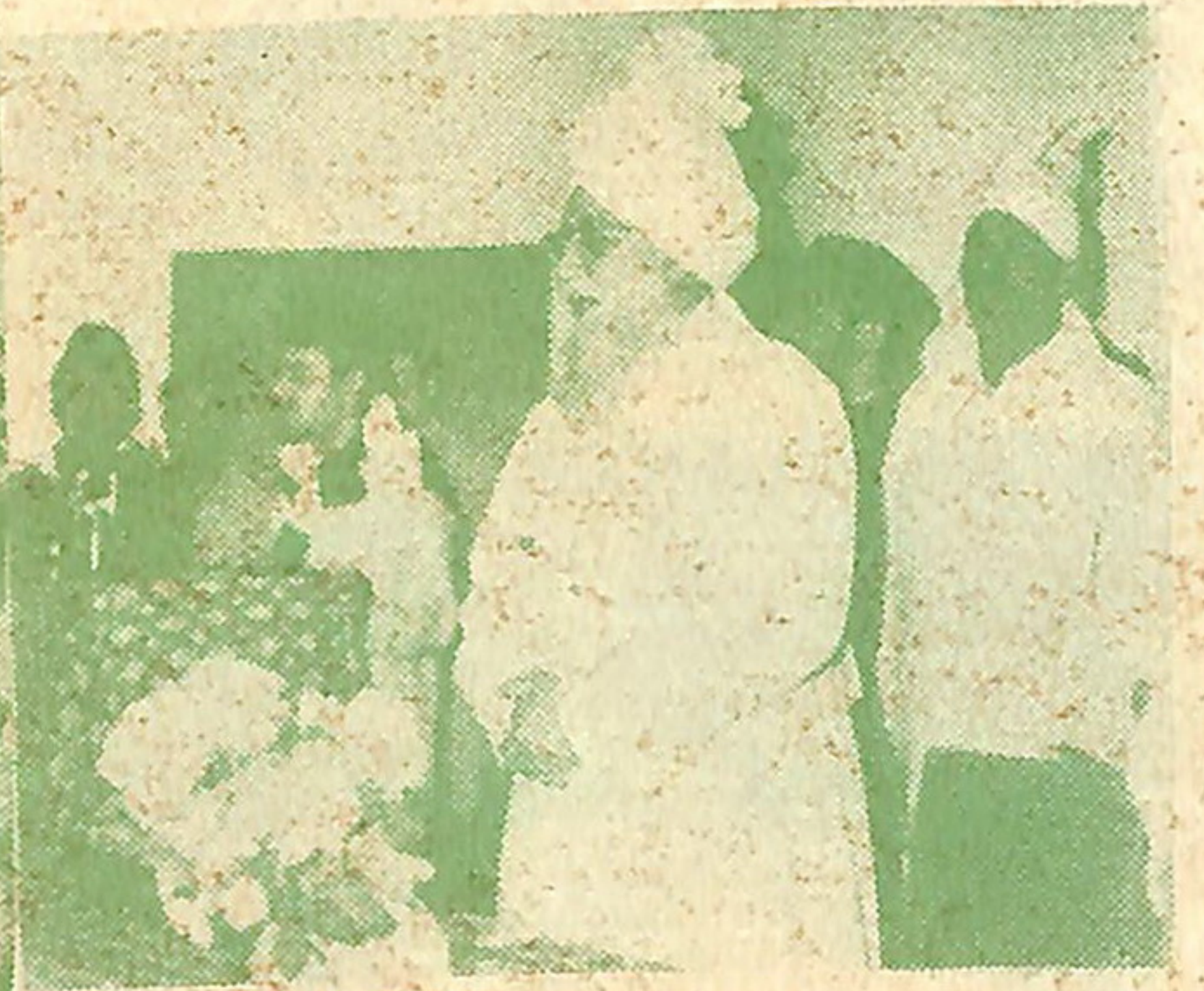
افتتاحی اجلاس میں صدر محترم عہد دوہرا رہے ہیں

مجلس سوال و جواب کا ایک منظر

مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اور مکرم مولانا ابو العطاء صاحب تشریف فرما ہیں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد سوالات کے جواب دے رہے ہیں

افتتاحی اجلاس میں دعا کا ایک منظر
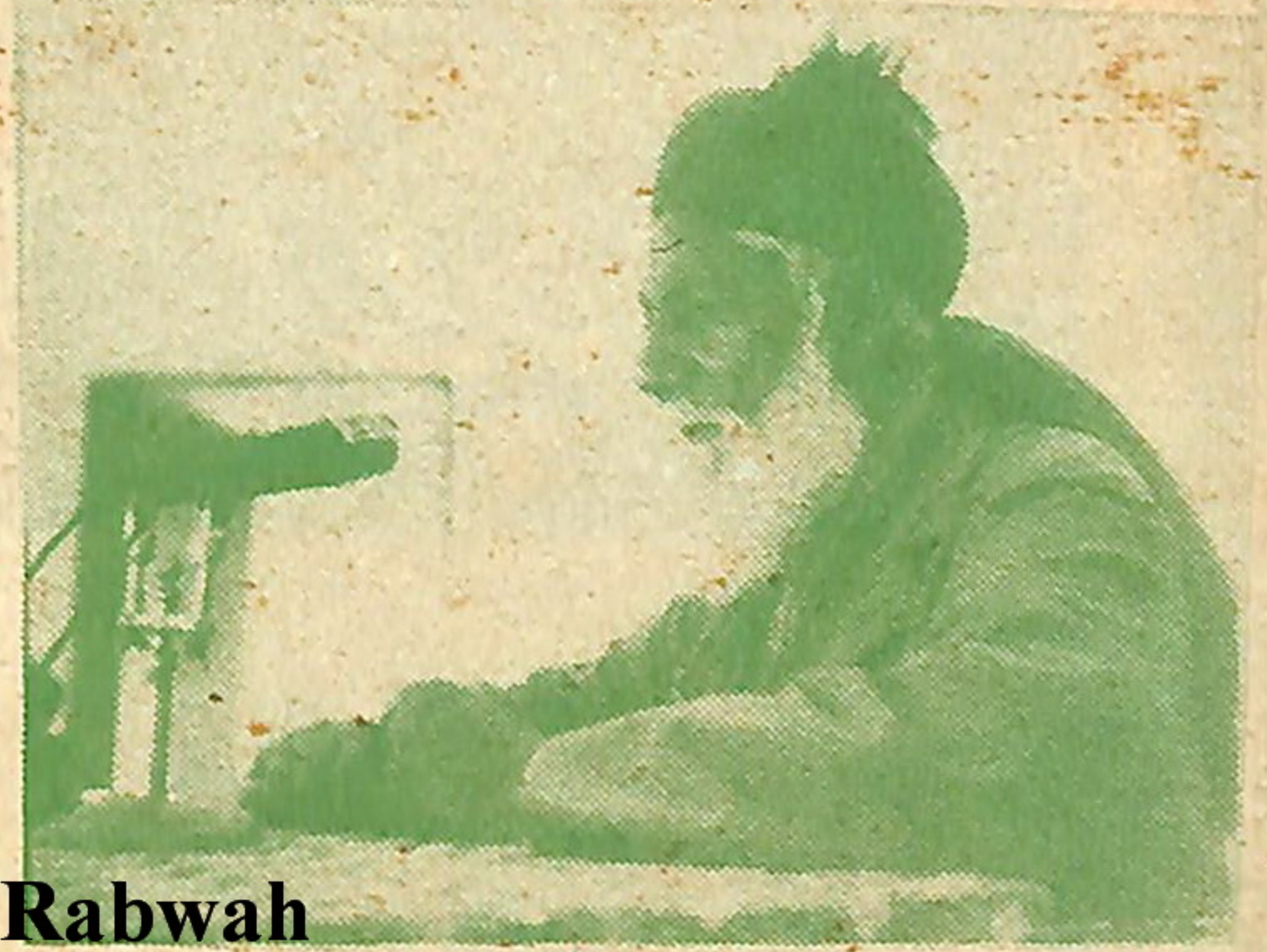
افتتاحی اجلاس میں سامعین کا ایک منظر

حضرت مولوی محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام
اجتماع میں "ذکرِ حبیب" کے موضوع پر خطاب فرما رہے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے
دستِ مبارک سے مکرم محمد شریف صاحب قائد فیکٹری ایریا
شاہدرہ کو کارکردگی سال ۷۵-۷۴ء میں مجالس ہائے اطفال الاحمدیہ
میں اوّل آنے پر علمِ انعامی عطا فرما رہے ہیں۔

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
سالانہ اجتماع کے دوسرے اجلاس کی صدارت فرما رہے ہیں

صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم اے
صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ الوداعی خطاب فرما رہے ہیں
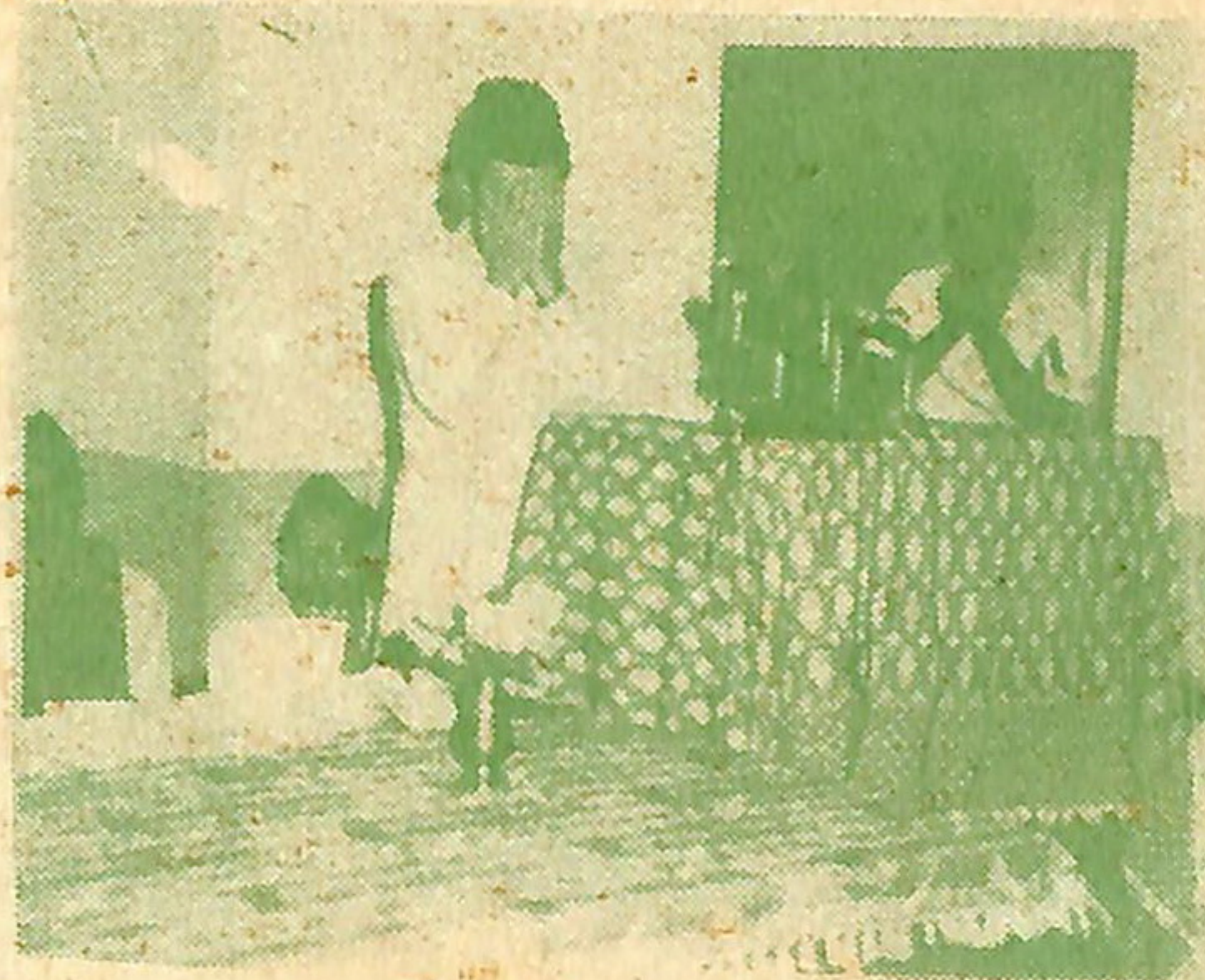
الوداعی دعا کا ایک منظر

اسی سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے نوجوان خدام اپنی روایات اور طریق کے مطابق اپنا اسی سال کا اجتماع کریں گے۔ انشاء اللہ!

فرمایا:۔ خدام کی یہ عمر عمل کی عمر ہے اور عمل کے لئے جسمانی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ ذہنی اعمال کے لئے ذہنی شعور اور فراست اور ذہنی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت میں ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو عام طور پر جسمانی عمل سے تعلق رکھتی ہیں لیکن ان کی بنیاد اخلاقیات اور روحانیت پر ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں مختلف اعمال ہوا کرتے ہیں۔ ایک وہ عمل ہے جسے قرآن کریم عمل صالح کہتا ہے اور ایک وہ عمل ہے جسے عمل غیر صالح کہتا ہے اور ایک وہ عمل جسے قرآن کریم "احسن عملاً" کہتا ہے۔ ان اعمال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال ایسے ہیں جنہیں خدام نے نہیں کرنا۔ بعض ایسے ہیں جنہیں خدام نے کرنا ہے اور بعض اعمال ایسے ہیں جن کی طرف آئیڈیل خدام نے حرکت کرنی ہے۔ وہ عمل جو معاشرہ اور ماحول میں فساد پیدا کرتا ہے وہ عمل جو قانون شکنی کرتا ہے۔ وہ عمل جو دوسروں کے حقوق کو غصب کرتا ہے۔ وہ عمل جو اپنا حق لینے میں کوتاہی کرتا ہے یہ سب فساد والے عمل ہیں۔ ایک مومن کا محض عمل صالح پر تسلی پا لینا درست نہیں بلکہ اسے ہمیشہ ان اعمال کے بجا لانے کی کوشش کرنی چاہیئے جسے قرآن احسن عملاً کہتا ہے ـــــ عمل کے دو حصے ہیں۔ ایک کا تعلق حقوق اللہ کی ادائیگی سے ہے اور دوسرے کا حقوق العباد سے گو تقویٰ پر بہت زور دیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ کہہ دیا۔ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى (النجم: ۳۳) یعنی اپنے تقویٰ کا اظہار نہ کیا کرو۔ اپنے آپ کو پاکیزہ قرار دینا کہ سچے تقویٰ کا حقیقی علم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے۔

پھر فرمایا۔ جائز ذرائع سے اس بات کی روک تھام کا انتظام ہونا چاہیئے کہ کوئی شخص دوسرے کے حقوق تلف نہ کرے۔ جہاں تک حقوق اللہ کا تعلق ہے انسان کا اپنے خدا کے ساتھ تعلق ہے۔ اس کے بعض پہلوؤں کو ظاہر کیا مثلاً مساجد میں نماز ادا کرنا اور بعض پہلوؤں کو پوشیدہ کیا مثلاً راتوں کو خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہنا۔ اور یہ عام تعلیم دے دی ہے اس پر کوئی نگرانی نہیں اور انسان کو چھوڑ دیا کہ تیرا تیرے رب سے تعلق ہے۔ جا اپنے رب سے تعلق استوار کر اور اس کی رضا کو حاصل کر۔ خدا کی رضا کے لئے رمضان اور بعض طوعی روزے ہیں اور یہ ظاہری روزے ہیں لیکن وہ شخص جو خفیہ طور پر بھوکا رہ کر اپنے ہمسائے کا پیٹ پالتا ہے وہ بھی ایک روزہ رکھتا ہے اور اس میں جو لذت ہے وہ سوچ کر ہی سرور آ جاتا ہے ـــــ ایک حج ظاہری طور پر ہے اور اس کے ارکان ادا کئے جاتے ہیں اور ایک حج وہ ہے جو حج نہیں بھی ہوتا اور حج ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا: ایک ہے ظاہر اور ایک ہے باطن اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کی جو روح ہے وہ پوشیدہ ہے اس لئے جب ہم خدام کو یہ کہتے ہیں کہ اپنے پوشیدہ تعلقات کو اپنے رب کے ساتھ مضبوط بناؤ تو ہم اس کی

تفصیل میں نہیں جاتے نہ اس پر کوئی پابندی لگاتے ہیں اور نہ ان کے جائزے لیتے ہیں نہ قائدین یا زعماء کو اس کے ذمہ دار ٹھہراتے ہیں اور نہ دوسرے عہدیداروں کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں ـــــــ ایسے اعمال جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے ان کے بھی بعض پہلو چھپے ہوئے ہوتے ہیں لیکن یہ وہی پہلو ہیں جن کا پھر تعلق حقوق العباد کے ساتھ آجاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے حقوق العباد کی ادائیگی سِراً بھی کی جاتی ہے اور علانیہ بھی۔ اور جو ظاہری اعمال ہیں ان کا ہم جائزہ لیتے ہیں مثلاً ہمسائے کے حقوق کا خیال رکھو۔ یتامیٰ کا خیال رکھو۔ بیواؤں کا خیال رکھو۔ میں نے اعلان کیا تھا کہ کسی جگہ کوئی احمدی رات کو بھوکا نہ سوئے۔ ایک وقت تک تو جماعت نے چوکسی اور بیداری کے ساتھ اس پر عمل کیا لیکن شاید میری سستی کہ میں نے ان کو جھنجھوڑا نہیں اور بیدار نہیں کیا۔ اب اتنی توجہ اس طرف نہیں رہی حالانکہ یہ بنیادی چیز ہے کہ کوئی احمدی رات کو بھوکا نہیں سونا چاہیئے۔ جب شروع میں میں نے یہ اعلان کیا کہ کوئی احمدی رات کو بھوکا نہ سوئے تو ہمارے ایک دوست جو احمدی نہیں انہوں نے ایک تیز خط لکھا جس کا مجھے بہت لطف آیا۔ انھوں نے لکھا کہ ہم نے کیا گناہ کیا کہ آپ نے یہ کہہ دیا کہ کوئی احمدی رات کو بھوکا نہ سوئے۔ آپ کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ کوئی انسان رات کو بھوکا نہ سوئے۔ میں نے ان کو پیار سے جواب دیا کہ ایک تو اتنی مادی فراخی اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاکستان میں نہیں دی کہ ہم پاکستان میں ہر بھوکے کو کھانا کھلا سکیں۔ دوسرے یہ کہ میں تو ایسا کرنے کے لئے تیار تھا اور میرے دل میں یہ تڑپ بھی تھی لیکن اگر میں یہ اعلان کر دیتا کہ کوئی انسان خواہ کسی فرقہ یا کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو رات کو بھوکا نہ سوئے تو بہت سارے اعتراض کر دیتے اور کہتے کہ یہ فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے فتنہ سے بچنے کے لئے میں نے صرف جماعت کو کہا ہے ویسے میں جانتا ہوں کہ جہاں بھی موقعہ ملا جماعت کے افراد کسی کو بھوکا نہیں رہنے دیں گے۔ جو خاندان یہ کہے کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہمارا خیال رکھو! ہمارے حقوق کا خیال رکھو۔ اگر ہم دوائیاں نہ لا سکیں تو دوائیاں لا کر دو۔ اگر ہم بھوکے رہیں تو کھانے کے لئے لا کر دو تو جماعت کا یہ فرض ہے کہ جو علاقہ خود نہ کر سکے مجھے لکھے کیونکہ اصل تو خدا تعالیٰ نے مجھے ذمہ دار قرار دیا ہے کئی دوست جن میں بعض احمدی بھی ہوتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ فلاں کا خیال نہیں رکھا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اگر ہمارے پاس ہیرے اور جواہرات ہوں تو ہم تمام بیواؤں کے گلوں میں ہیروں کے ہار ڈال دیں۔ اس وقت تو جو کچھ ہے وہ حسبِ رسدی دیں گے۔ اگر ضرورت پڑے تو اپنا پیٹ کاٹ کر بھی دیں گے۔

جن حقوق العباد کے ایک حصہ کی ذمہ داری خدام الاحمدیہ پر ہے اس کی طرف موجودہ حالات میں خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ایک دفعہ بڑی دیر کی بات ہے۔ سیلاب آیا۔ کئی گاؤں پانی میں گھر گئے۔ ان کے کھانے کا انتظام مشکل ہو گیا۔ ہم لاہور میں تھے۔ وہاں کے ڈی سی صاحب کے سپرد کام ہوا انہوں نے دوسرے کالجوں سے کام لیا اور ٹی آئی کالج کو بھی کہا۔ ان دنوں ایک دفعہ ایک شہر کے محلہ میں ان لوگوں کے لئے جو احمدی نہ تھے۔ روٹیاں لینے گیا

تو ایک شخص نے جو متعصب تھا کہا کہ دوڑ جاؤ یہاں سے! تم مرزائی یہاں آ گئے ہو روٹیاں مانگنے۔ ہم تمہیں چپیڑیں لگائیں گے۔ وہ واپس میرے پاس آئے۔ میں نے کہا اس وقت مسئلہ چپیڑیں کھانے کا نہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہت سارے گاؤں کو روٹی نہ ملی تو وہ بھوکے رہیں گے لہٰذا تم جاؤ اور جا کر کہو کہ ہم چپیڑیں کھانے آئے ہیں اور روٹیاں لینے آئے ہیں فی چپیڑ ایک روٹی دیتے جاؤ ـــــ انسان اندر سے شریف ہے۔ شرفِ انسانی کا اعلان اسلام نے یونہی تو نہیں کیا؟ وقتی طور پر لوگ ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں کہ عوام بہک جاتے ہیں۔ اس پر وہ شرمندہ ہوئے اور روٹیاں دیدیں۔ یہ آپ نے نہیں سوچا کہ لوگ آپ کو کیا کہتے ہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ خدمت کے جذبہ میں کمی نہ آنے دیں۔ آپ اسی خوشی کے ساتھ اور والہانہ جذبہ کے ساتھ ہر انسان کی خدمت کریں۔ یہ خیال نہ لائیں کہ انہوں نے آپ کو کیا کہا۔ یہ چیز بتائے گی کہ واقعی خدا تعالیٰ کے پیار کی آپ کے دل میں قدر ہے۔ ہم نے کسی سے لڑنا نہیں۔ ہمارا کوئی دشمن نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں تو کسی کا دشمن نہیں۔ جو بد عقائد ہیں، باطل خیالات ہیں۔ ان سے دشمنی، دشمنی نہیں بلکہ خیر خواہی ہے۔ وہ تو خدمت کا جذبہ ہے لیکن خدام الاحمدیہ نے جس حد تک طاقت ہے عملاً کمزوری کی کمزوری کو دور کرنا ہے۔ کھانا کھلاؤ، دوائی لا کر دو۔ کسی کا حق تلف ہو رہا ہو تو جائز طریق سے فساد نہ پیدا کرتے ہوئے حق دلاؤ۔ اپنے آپ کو خادم سمجھو اور ان کو بھی یہ احساس ہو کہ یہ شخص جو مجھ سے اس میں خدمت کا جذبہ بہت ہے۔ اگر تم کرو گے تو تم نے اپنے مقصد کو حاصل کر لیا ـــــ "

## اجتماع کی باقی کارروائی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی افتتاحی تقریر اور حضور کی اقتدا میں اجتماعی دعا کے بعد کارروائی کا آغاز پروگرام کے مطابق ہوا۔ سب سے پہلے مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم اے (ابن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ) نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے قرآن پاک کا ـــ اور مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف نے احادیث نبویہ کا درس دیا۔ اس کے بعد تلقینِ عمل کا پروگرام شروع ہوا۔ اس میں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی محترم مولوی محمد حسین صاحب نے "ذکرِ حبیب" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ پھر محترم مولانا ابو العطاء صاحب نے "اسلام میں دعا کا مقام" کے موضوع پر اور محترم مولانا عبد المالک خان صاحب نے "مقامِ خلافت" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے "وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

بعد ازاں محترم مولانا ابو العطاء صاحب کی زیر صدارت کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم لئیق احمد صاحب طاہر مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیا جس کے بعد سوال و جواب کا دلچسپ

پروگرام شروع ہوا۔ سوالات کے جوابات دینے میں محترم مولانا ابوالعطاء صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، محترم پروفیسر بشارت الرحمان صاحب، محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد اور محترم حبیب اللہ خان صاحب نے حصہ لیا۔ یہ دلچسپ اور مفید پروگرام کے بعد ایک بجے دوپہر سے اڑھائی بجے تک نماز اور طعام کے لئے وقفہ رہا۔

## مجلس شوریٰ کے اجلاس میں صدر مجلس کا انتخاب

کھانے اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد اڑھائی بجے بعد دوپہر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کی زیر صدارت مجلس شوریٰ کے اجلاس میں آئندہ دو سال کے لئے صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ جس میں مجالس خدام الاحمدیہ کے ان اراکین نے حصہ لیا جو بطور نمائندہ مجلس شوریٰ تشریف لائے تھے۔ نمائندگان کی کثرت رائے موجودہ صدر مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم اے کے حق میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی کثرت رائے کی سفارش کو منظور فرماتے ہوئے آئندہ دو سال کے لئے مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم اے کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا صدر مقرر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس انتخاب کو ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ آمین!

صدر مجلس کے انتخاب کے بعد مجلس شوریٰ کی بقیہ کارروائی صدر صاحب مجلس مرکزیہ کی زیر صدارت پونے چھ بجے شام تک جاری رہی جس میں متعدد اہم سفارشات کی گئیں۔

## الوداعی خطاب و دعا

آخر میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم اے نے خدام سے الوداعی خطاب فرمایا۔ (جس کا مکمل متن اسی پرچہ میں شاملِ اشاعت کیا جا رہا ہے)

اس الوداعی خطاب کے بعد آپ نے خدام سے ان کا عہد دوہروایا اور پھر اجتماعی دعا کے ساتھ خدام الاحمدیہ کا یہ بیسواں سالانہ مرکزی اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ !!

۵

اے خداوندم بنام مصطفےٰ \
دست من گیر از رہ لطف و کرم \
تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من

کشتیٔ دینم رسد از ہر مقامے ناصرے \
در رہم باش یار و یاورے \
ہیچ خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

(از حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

• "ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم علم کا شہر تھے مگر پھر بھی خدا تعالیٰ کے حضور آپؐ کی یہی دعا تھی رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا"

• "قرآن کریم، احادیث نبویہ اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ کی طرف خدام بھائی توجہ کریں"

• "ہمارا کام بحیثیت خدام الاحمدیہ یہ ہے کہ جہاں تک ہم سے ممکن ہو اپنے مال اور آرام کی قربانی دیتے ہوئے مصیبت کے وقت ہر ایک کے کام آئیں!"

# مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع پر

# صدر محترم کا خدام سے خطاب

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے یک روزہ اجتماع منعقدہ ۸ر اپریل ۱۹۷۶ء کے الوداعی اجلاس میں جناب مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے جو خطاب فرمایا اس کا مکمل متن ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے ـــــــ (ادارہ)

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ ایک لمبے عرصے کے بعد ہم اپنا اجتماع منعقد کر سکے ہم اُس کی رحمت اور فضل سے اس بات کے بھی امیدوار ہیں کہ وہ ہمیں صحیح رنگ میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی بھی توفیق بخشے گا۔

ہمارے اس اجتماع کی غرض یہ ہے کہ ہم ایک طرف تو گزشتہ سال کے حالات کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ ہم نے اپنی استطاعت کے مطابق اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریوں کو کس حد تک پورا کیا ہے اور اگر اس عرصہ کے دوران کوئی نقص پیدا ہو گیا ہو تو اس کی نشاندہی کر کے اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔ دوسری طرف یہ کہ آئندہ سال کا پروگرام ایسے رنگ میں تجویز کریں جو ہمیں زیادہ سے زیادہ ترقی اور اصلاح کی طرف لے جانے والا ہو۔

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ باوجود پچھلے دو سالوں میں اجتماع کے نہ ہونے کے مجالس خدام الاحمدیہ کا کام

گزشتہ سالوں کی نسبت ترقی پذیر رہا۔ شعبہ جات کے کام کے لحاظ سے ایک جائزہ معتمد صاحب مرکزیہ نے خدام کی آگاہی کے لئے پیش کیا ہے اس سے ترقی کا ایک حد تک اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ہم خوش ہیں اور اپنے ربّ کے ممنون ہیں کہ اس نے اپنی ستّاری اور غفّاری کے صدقے ہماری حقیر کوشش اور معمولی محنت کو بار آور کیا ہے اور ہر لحاظ سے مجلس کو ترقی عنایت فرمائی ہے۔ خدا کرے کہ مجلس کا کام سال بسال ماہ بماہ بلکہ روز بروز ترقی کرتا چلا جائے۔ آمین!

---

خدام الاحمدیہ میں سے ایک بہت بڑی تعداد اُن نوجوانوں کی ہے جو ابھی سکولوں اور کالجوں میں زیر تعلیم ہیں۔ انہیں یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ تعلیم حاصل کرنے کا وقت صرف درس گاہوں تک محدود ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سکول اور کالج تو صرف اُن راہوں کی نشان دہی کرتے ہیں جو ہمیں علم کے وسیع میدان کی طرف لے جاتی ہیں۔ یہ میدان ایسا ہے جس کی کوئی حد اور انتہا نہیں۔ اس میدان میں ہم اپنی محنت، ہمت اور کوشش کے ساتھ اور اپنی آنکھوں اور کانوں کو اور دل اور دماغ کے دروازوں کو کھلا رکھ کر علم حاصل کر سکتے ہیں۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم معروف طور پر طالب علمی کے زمانہ کے بعد بھی تحصیل علم کے لئے اپنی جدوجہد ہر وقت جاری رکھیں۔ کیونکہ یہ وہ علم ہے جو سکولوں اور کالجوں میں حاصل ہونے والے علم سے بدرجہا بہتر اور کارآمد ہے۔ ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم علم کا شہر تھے مگر پھر بھی آپ کی خدا تعالیٰ کے حضور یہی دعا رہی۔ "رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا"۔ اے خدا! مجھے مزید علم عطا کر!! ——— علم کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے ذرائع عنایت فرمائے ہیں کہ اگر ان کے ہوتے ہوئے بھی ہم علم سے محروم رہتے ہیں تو پھر ہم سے بڑا بدنصیب کوئی نہ ہوگا۔

سب سے اوّل ہمارے پاس خدا کا کلام قرآن کریم ہے جو لامحدود علوم اور معارف کا خزانہ اور تمام علوم اور فنون کا سرچشمہ ہے۔ دنیا کی تمام قوموں اور دنیا کے تمام انسانوں کو اپنی زندگی گزارنے کے لئے جن علوم کی ضرورت پڑ سکتی تھی۔ وہ سب اس میں بیان کر دیئے گئے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسے پڑھیں، اُسے سیکھیں اور اپنے دل کی گہرائیوں سے اُس کے ساتھ محبت کریں۔

دوسرے نمبر پر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کا مجموعہ "حدیث" ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو یہ توفیق بخشی کہ انہوں نے حضور کی باتوں کو یاد رکھا اور آنے والی نسلوں کے لئے ان کو محفوظ کر دیا اور ہمارے لئے یہ موقعہ فراہم کر دیا کہ ہم علوم و معارف کے اس بیش قیمت خزانے سے فائدہ اٹھا سکیں،

تیسرے نمبر پر اس زمانے کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور ملفوظات ہیں جو در اصل قرآن کریم اور احادیث کی تفاسیر ہیں اور موجودہ دور کے انسان کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہیں۔

پھر ہمارے پاس خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور تقریروں کا ایک نہایت قیمتی ذخیرہ ہے کہ جس میں

ان تمام مسائل کا حل موجود ہے جن کو حل کرنے کے لئے آج کی دنیا کا ہر انسان سرگرداں ہے۔

خدام کو علوم کے ان خزائن کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اور علم کے حصول کا شوق پیدا کرنے کے لئے مجلس مرکزیہ کی طرف سے مجالس کے سامنے مختلف پروگرام پیش کئے جاتے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے امید کی جاتی ہے کہ نہ صرف خدام میں علم کا شوق ترقی کرے گا بلکہ ان کی قوتِ عمل میں بھی اضافہ ہوگا۔

اسی سلسلہ میں سب سے پہلی چیز سالانہ امتحانات خدام و اطفال کا پروگرام ہے مرکز نے حضرت خلیفۃ المسیح کی ہدایات کی روشنی میں اور علمائے کرام کے مشورہ اور رہنمائی کے ساتھ خدام اور اطفال کی علمی قابلیت اور عمر کے فرق کو ملحوظ رکھ کر بعض نصاب تجویز کئے ہیں۔ شروع سال میں ہی یہ نصاب شائع کر دیئے جاتے ہیں اور سارا سال قائدین مجالس کو بذریعہ خطوط اور مرکز اور اخبار اور رسائل میں اعلانات کے ذریعہ ان امتحانوں کے لئے تیاری کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور پھر مرکز سے سوالات کے پرچے تمام مجالس کو بھجوائے جاتے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ مجالس تمام خدام اور اطفال سے یہ پرچہ جات حل کروا کر مرکز کو ارسال کریں گی۔ گزشتہ سال ان امتحانوں میں شرکت کرنے والے خدام کی تعداد اگرچہ گزشتہ تمام سالوں کی نسبت بہت زیادہ رہی ہے تاہم ابھی ہم اپنے ٹارگٹ سے کہ تمام خدام اور اطفال ان امتحانوں میں شریک ہوں۔ بہت پیچھے ہیں۔

اسی سلسلہ کا دوسرا پروگرام بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور وہ ہے مطالعہ کتب مسیح موعود علیہ السلام مرکز کی طرف سے ہر سال کے شروع میں سال کے بارہ مہینوں کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بارہ کتابیں خدام کے مطالعہ کے لئے مقرر کی جاتی ہیں اور توقع کی جاتی ہے کہ تمام مجالس اسی طرف توجہ دیتے ہوئے تمام خدام کو حضور علیہ السلام کے جان بخش فرمودات کے مطالعہ کی عادت ڈالیں گی۔

اس سال کے اعداد و شمار سے یہ بات ظاہر ہے کہ اس میدان میں بھی خدام نے نمایاں ترقی کی ہے۔ اس نمایاں ترقی کے لئے تمام قائدین مجالس و اضلاع اور مہتمم تعلیم اور ان کے رفقاء مبارکباد کے مستحق ہیں مگر ابھی یہ پروگرام مزید محنت، مزید کوشش اور مزید جدوجہد کا تقاضا کرتا ہے۔

ان روحانی خزائن کے پڑھنے اور ان پر غور کرنے اور ان سے فیوض حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔"

پھر فرماتے ہیں:-

"وہ شخص جو ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔"

پھر ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے اس سوال پر کہ قرآن شریف کس طرح آئے؟ فرمایا:-

"تم تقویٰ کرو خدا خود تمہارا استاد ہو جائے گا" ——— وہ صحابیؓ کہتے ہیں:-

"میرے دل میں خیال گذرا کہ میں علم دین سے ناواقف ہوں اور مولوی لوگ مجھے تنگ کریں گے میں کیا کروں گا اور میں پوچھنے سے بھی شرم کرتا تھا جو آپ نے بغیر میرے سوال کئے ایسے بلند لہجہ اور رعب ناک انداز سے فرمایا کہ میں کانپ گیا۔ فرمایا "ہمارا کتابوں کو پڑھنے والا کبھی مغلوب نہیں ہوگا"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کتب مسیح موعود کے مطالعہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"احمدیت کو سمجھو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب جو اردو میں ہیں۔ پڑھنی شروع کردو۔ اگر تم انھیں غور سے پڑھو گے تو تھوڑے دنوں میں تم ایسے مبلغ بن جاؤ گے کہ بڑے بڑے عالم بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔"

---

خدمت خلق کے بارے میں جماعت کو عموماً اور خدام کو خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح اپنی تقاریر و خطبات میں توجہ دلاتے رہے ہیں۔ اور یہ خوشی کی بات ہے کہ خدام حادثات اور بیماریوں وغیرہ میں مخلوقِ خدا کی امداد اور خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے 'مَنْ كَانَ فِي عَوْنِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي عَوْنِهٖ' جو شخص اپنے بھائی کی امداد کرتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی امداد حاصل کرنے کا اس سے بہتر اور موثر ذریعہ اور کون سا ہو سکتا ہے۔ پھر ایک بڑھتی ہوئی تبلیغی جماعت کے لئے تو خدمت خلق تبلیغ کا سب سے موثر اور کامیاب ذریعہ ہے۔ کیونکہ کوئی بھی انسان بے لوث خدمت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ خدمت خلق کے مواقع میں احمدی غیر احمدی مسلمان، غیر مسلمان کی تفریق روا نہیں رکھنی چاہیئے۔ ہر انسان خدا کا بندہ ہے خواہ وہ ہمارا دوست ہو یا دشمن۔ اور ہمارا کام بحیثیت خدام الاحمدیہ کے یہ ہے کہ ہم جہاں تک ہم سے ممکن ہو اپنے مال اور آرام کی قربانی دیتے ہوئے بھی ہر ایک کی مصیبت کے وقت کام آئیں اور اس کے لئے اپنے دل میں ہمدردی اور محبت کے جذبات رکھیں اور اس کی خدمت کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اسی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ہمدردی خلق اللہ کی ایک ایسی شے ہے کہ اگر انسان اُسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے اور اس سے کام نہ لے تو انجام کار یہ انسانیت سے نکل کر وحشی اور درندہ بن جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اُسی وقت تک انسان رہتا ہے جب تک وہ اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مروّت، سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے ......... یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

# بلاد الشرق

مرتبہ جناب مولانا دوست محمد شاہد

## ★ ایک عجیب و غریب استفتاء

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ مسجد نبویؐ کے امام عبدالعزیز بن صالح اور مسجد حرام کے امام عبداللہ بن سبیل کی اقتداء میں اہل سنت والجماعت کے عقائد رکھنے والوں کی نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں۔ اگر نہیں ہوتی۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

اگر ان کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی تو جن لوگوں نے ان کی اقتداء میں نمازِ جمعہ ادا کی ہے اس کا اعادہ کرنا ضروری ہے کہ نہیں؟

نیز حج کے موقع پر ان کی اقتداء میں اگر نماز نہیں ہوتی تو کیا صورت اختیار کی جائے؟

بیّنوا تُوجروا

المستفتی

غلام رسول

۲۵ ربیع الاوّل ۱۳۹۶ھ"

(ہفت روزہ "افریشیا" لاہور ۹ تا ۱۶ اپریل ۱۹۷۶ء صفحہ ۲)

## ★ نفس الفتویٰ

مولانا سید شجاعت علی قادری نے مندرجہ بالا استفتاء کے جواب میں حسب ذیل فتویٰ صادر فرمایا ہے:-

"ھو الموفق للصواب" ۲۶۔۳۔۷۶

صورتِ مسئول عنہا میں معلوم ہو کہ امام صاحبان مذکور وہابی عقائد رکھتے ہیں اور وہابی حضرات اہلسنت و الجماعت کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کی اقتداء میں اہلسنت والجماعت کس طرح

نمازیں ادا کر سکتے ہیں۔ اگر تفصیل دیکھنا ہو تو محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتب میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے نیز اس کے بعد جو علماء اس کے مسلک کے متبع رہے ہیں ان کی کتابوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ایسی صورت میں جو نمازیں پڑھی گئیں۔ ظاہر ہے کہ ان کا اعادہ ضروری ہے یہ میں نے اپنی معلومات کی بناء پر کہا ہے اگر یہ لوگ وہابی عقائد کے نہیں شافعی یا حنبلی ہوں تو بھی ان کے پیچھے حنفی ائمہ کی موجودگی میں ان کی اقتداء افضل نہیں۔ فقط والسلام

سید شجاعت علی قادری

مہتمم دار العلوم امجدیہ"

(ہفت روزہ افریشیا" لاہور ۹ اپریل تا ۱۶ اپریل ۱۹۷۶ء صفحہ ۵)

## ★ - کلمۂ طیبہ کی عظمت و اہمیت

حال ہی میں جناب اختر کاشمیری نے ستمبر ۱۹۷۴ء کے "تاریخی فیصلہ" کا تذکرہ کئے بغیر اس حقیقت پر روشنی ڈالی ہے کہ :-

"سورۃ محمد میں ہے فعلم انہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اسی سورۃ سے متصل دوسری سورۃ، سورۃ فتح میں ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یہی کلمہ طیبہ اسلام کی وہ حقیقی بنیاد ہے جس کے اقرار باللسان سے ایک غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور جس کے انکار سے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ بظاہر اس کلمہ کے الفاظ بہت مختصر ہیں لیکن ان الفاظ کے ادا کرتے ہی انسان کچھ کا کچھ بن جاتا ہے۔ پہلے مشرک اور متشکک تھا اب مسلمان ہو گیا۔ پہلے ناپاک تھا۔ اب پاک ہو گیا۔ پہلے خدا کے غضب کا مستحق تھا اب اس کا لاڈلا اور پیارا ہو گیا۔ پہلے دوزخ میں جانے والا تھا اب اس کے لئے جنت کے تمام دروازے کھل گئے۔ پہلے اسلام اور اہلِ اسلام کیلئے اجنبی تھا۔ اب اسلام کا محافظ اور مسلمانوں کا بھائی بن گیا۔ کلمہ کے اسی اقرار نے غیر عرب حبشہ کے بلال رضی اور روم کے صہیب رضی کو اسلامی معاشرے کا فرد بنایا اور اسی کلمہ کے انکار نے عرب ابولہب و ابوجہل کو مسلمانوں کے خاندان اور قبیلہ سے الگ کر دیا۔

یہ کلمہ بظاہر چند الفاظ کا مجموعہ ہے پھر اس کے پڑھنے سے اتنا بڑا انقلاب کیسے آ گیا؟ اور یکایک کافر سے مومن و مسلم، مشرک سے موحد و خدا پرست

مردود سے محبوب، اور دوزخی سے جنتی کیسے بن گیا؟

اس سوال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر اور مومن کے درمیان یہ کلمہ ہی حدّ فاصل ہے کیونکہ انسان کی اصلی بنیاد اس کا عقیدہ اور ایمان ہے۔ کلمہ جس کی تلقین کرتا ہے ایک آدمی یہ کلمہ پڑھے بغیر پورا قرآن پڑھ لے شریعت اس کا اسلام قبول نہیں کرتی لیکن اس کے برعکس دوسرا آدمی قرآن کا نام تک نہیں جانتا اور کلمہ پڑھتا ہے شریعت الٰہی کی نظر میں وہ پکا مسلمان ہے اور اس کا خون بہانا حرام ہے۔"

(ہفت روزہ "افریشیا" لاہور ۱۹ اپریل تا ۲۶ اپریل ۱۹۷۶ء)

نیز فرماتے ہیں:-

"کلمہ مسلمانوں کا قومی نشان اور فوجی نعرہ ہے۔ فوج کے سالار نے جو نعرہ مقرر کر دیا کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس میں اپنی مرضی کے مطابق ترمیم و تنسیخ کا نشتر چلائے۔ کلمہ اسلام جب محمدؐ نے امت کو سکھایا تو تمام صحابہؓ نے اس کے پھیلانے کے لئے جدوجہد کی یہاں تک کہ یہ کلمہ رسول اکرمؐ کے صحابہؓ کے واسطے سے ہم تک پہنچا اسی کلمہ کی خاطر مسلمانوں نے جہاد کیا۔ اسی کی حفاظت کی خاطر حضرت علیؓ نے بدر و اُحد اور خیبر میں کفار کے ساتھ معرکہ آرائی کی۔ اسی کلمہ کی خاطر حضرت حسینؓ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ اسی کلمہ کو تمام صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اور بعد والے لوگ پڑھتے رہے اور قیامت تک پڑھتے رہیں گے۔

اس کے چند حوالے ملاحظہ ہوں

احادیث کی معتبر کتاب بخاری کی کتاب المغازی میں لکھا ہے کہ رسول اکرمؐ نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تیرے پاس اہل کتاب میں سے کچھ لوگ آئیں گے اور جب آپ ان سے ملیں تو ان کو اس بات کی دعوت دیں کہ وہ سب سے پہلے اس بات کا اقرار کریں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ رئیس یمامہ ثمامہ بن آثال کے قبول اسلام کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے غسل کیا پھر مسجد نبویؐ میں داخل ہوئے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کیا۔ حضرت عمر

فاروق رض کے بارہ میں لکھا ہے کہ جب انہوں نے اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ آیت سنی تو بے اختیار پکار اُٹھے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

علامہ باقر مجلسی حضرت علی سے روایت نقل کرتے ہیں :-

"پس اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے محمدؐ آپ لوگوں کی طرف جائیں اور ان کو حکم دیں کہ وہ پڑھیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ "

(حیات القلوب جلد ۲ صہ ۳)

امام محمد باقر رض سے روایت ہے "اس کے بعد حضرت محمدؐ کو بھیجا وہ مکہ میں دس سال اسی طرح رہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ و محمدٌ رسول اللّٰہ کی گواہی دے کر مرنے والا کوئی نہ تھا۔ خدا نے جنت لازم کی اقرار شہادتین پر"

مولوی مقبول صاحب لکھتے ہیں کہ فتح خیبر کے موقع پر حضرت علی رض نے تمام کافروں کو داخلِ دائرہ اسلام کیا۔ مرحب کی بہن کو جو آئندہ زوجہ رسول ہونے والی تھیں عزت و احترام سے خدمت رسول میں بھجوا دیا اور حکم جناب رسول کی اس طرح تعمیل کی۔ اشھد ان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ واشھد ان محمدٌ رّسول اللّٰہ۔

(اشارات تفسیر مولوی مقبول)

"تمام روایات احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ اور آپ کے صحابہ رض نے لوگوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمدٌ رسول اللّٰہ سکھایا ہے۔"

(ہفت روزہ "افریشیا" لاہور ۹ تا ۱۶ اپریل ۱۹۷۶ء صہ ۸)

○

## محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا خطاب (بقیہ صہ ۲۲)

(بقیہ صہ ۲۲)

نزدیک بہت ہی وسیع ہے میں ان لوگوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور نہ ان کی ایسی تعلیم کو پسند کرتا ہوں جو ہمدردی کو صرف اپنی قوم تک ہی محدود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنی قوم سے ہمدردی کرنی چاہیئے غیر قوم سے ہرگز ہمدردی نہیں کرنی چاہیئے۔ میں تو تاکید کرتا ہوں کہ اپنی قوم اور غیر قوم سے برابر ہمدردی کرنی چاہیئے کسی قوم اور کسی فرد کو الگ نہیں رکھنا چاہیئے۔"

اب میں تمام خدام کو الوداع کہتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ سب کا ہر طرح حامی و ناصر ہو اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ایک قابلِ قدر تحقیقی مقالہ

جناب شیخ عبدالقادر صاحب محقق ۔ ہستم پارک لاہور

# صداقتِ قرآن کا ایک عظیم الشان ثبوت

## اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے متعلق تازہ تحقیق

قرآن حکیم میں ہے :-

"وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی
ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ
لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ
اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ قَالَ
سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ
اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ٭ بِحَقٍّ ؕ
......... مَا قُلْتُ
لَھُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِہٖٓ اَنِ
اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ ۚ
......... فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ
کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ ؕ
وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ○"

ترجمہ : اور اس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے
کہا اے عیسیٰ بن مریم ! کیا تو نے لوگوں سے
کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا
دو معبود بنا لو ۔ انہوں نے جواب دیا کہ
(اے اللہ) تو پاک ہے ۔ میں کیوں ایسی
بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہیں
......... میں نے تو صرف وہی کچھ کہا
جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا ۔ کہ صرف
اس خدا کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے
اور تمہارا بھی ......... جب تو نے
مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان پر نگران
تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے
(المائدہ : ۱۱۷، ۱۱۸)

اس آیت قرآن کی رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد عیسائیوں کا بگڑنا ضروری ہے کیونکہ جن لوگوں میں آپ نے وفات پائی اور جیسا کہ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ آپ نے مشرق میں وفات پائی۔ خصوصی طور پر مشرق کے عیسائیوں کے متعلق یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انہوں نے مسیح اور ابن مریم کو اللہ تعالیٰ کے سوا معبود مانا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ وفات پائی مشرق میں اور بگڑ گئے مغرب والے۔

قرآن کریم میں مذکور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد اُن کی امت بگڑ گئی جبکہ امت کا بڑا حصہ بلادِ شرقیہ میں تھا۔ کیا مشرق کے عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ کو دو معبود مانا ہے؟ اگر یہ ثابت نہ ہو تو حضرت مسیح علیہ السلام کے کشمیر میں آنے کے نظریہ پر بھی زد پڑتی ہے

یہ ایک اہم سوال ہے جس کا جواب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں دیا ہے: (صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۴)

اب اس باب میں بعض ایسے انکشافات ہوئے ہیں جن سے تحقیق کے نئے گوشے سامنے آئے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ نظریہ پیش کیا کہ حضرت مسیحؑ کی اصل امت مغرب میں نہیں بلکہ مشرق میں تھی۔ حضرت مسیحؑ کے حواری کچھ تو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ اور کچھ بعد میں آپ سے آملے تھے اور ان کی وفات کے بعد ان میں بگاڑ پیدا ہوا اور پھر بگڑے ہوئے لوگ مغرب میں پھیل گئے۔ بیسویں صدی کے وسط میں Hector Hawton نے ایک کتاب "The Thinkers hand book" کے نام سے لکھی۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ واقعۂ صلیب کے بعد جو حواری کنعان میں موجود تھے اس کے بعد وہ یکدم پس منظر میں چلے گئے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:-

"But they abruptly vanish from the scene."

(منظرِ عام سے حواریوں کا یکدم غائب ہونا ایک معمہ ہے)

مصنّف لکھتا ہے کہ بعض علماء نے تو یہ استدلال کیا کہ حضرت مسیحؑ اور حواری کوئی تاریخی وجود ہی نہیں تھے کیونکہ مغرب میں اُن کی موجودگی ثابت نہیں۔ چند سال کے لئے (جو کہ تاریخ میں معمہ لیے ہوئے ہے) وہ ظاہر ہوئے۔ لیکن نہ یہ سمجھا جائے کہ وہ تھے ہی نہیں۔ دوبارہ تیسری صدی میں ان کی موجودگی کے آثار پیدا ہوئے۔ دو اڑھائی سو سال کی غیابت سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ابتدائی عیسائیت محض افسانہ ہے۔ یا پھر یہ عقیدہ قابلِ غور ہے بیشتر حواری مشرق میں چلے گئے مصنف مذکور کے الفاظ یہ ہیں:-

"A belief grew up that they mostly went to the east, presumably to the Jews of the dispersion." (P.195)

یعنی۔ قرونِ اولیٰ میں ایک عقیدہ پروان چڑھا کہ زیادہ تر حواری مشرق میں چلے گئے تھے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ان یہود کے

پہنچے گئے تھے جو بلادِ شرقیہ میں منتشر تھے
یہی بات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پیش کی ہے۔

دوسرا امر یہ ثابت ہوتا ہے کہ مریم کا درجہ بڑھانے میں مشرق کے عیسائی سب سے آگے تھے۔ اس امر کا ذکر E.O. James نے اپنی کتاب "The cult of the mother godess" میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:-

"بلادِ مشرقیہ میں حضرت مریم کو ورا انولی
اور Mother godess (ماں)
"دیوی" کے طور پر پیش کرنے کا رجحان پیدا ہوا"

لکھتے ہیں:-

"فی الجملہ حضرت مریم کو معبود بنانے کا
رجحان بالخصوص مشرق میں پیدا ہو کر
پروان چڑھا" (صـ۲۰۶)

علماء کے ہاں یہ بحث کلیسائے ایڈلیسہ تک محدود رہتی ہے ہندوستان کے قدیم عیسائیوں نے اس غلو میں کیا حصہ لیا ہے؟ یہ ایک دلچسپ سوال ہے اور بحث کا نیا گوشہ۔ آیئے اس باب میں تاریخی شواہد پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں۔

---

مشرقی عیسائیوں نے ایک صحیفہ "اعمالِ توما" کے نام سے مرتب کیا۔ اس میں لکھا ہے کہ توما حواری ٹیکسلا میں آئے۔ ان کی کوششوں سے یہاں باقاعدہ ایک کلیسا قائم ہو گئی۔ ٹیکسلا میں بادشاہ "گندوفارس" بھی معتقد ہو گیا اس صحیفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرنِ اوّل میں شمال مغربی ہند میں امتِ عیسوی موجود تھی۔

اس باب میں کچھ اور تاریخی حوالے بھی قابلِ غور ہیں۔

ایڈلیسہ کا سریانی عالم باردلیسان (وفات ۲۳۲ء) لکھتا ہے کہ ہندوستان میں بھی عیسائی موجود ہیں وہ کوہ ہندوکش کے علاقہ میں عیسائیوں کی ایک آبادی کا ذکر کرتا ہے۔

سکندریہ کا ایک عالم "پن ٹی نس" ۱۸۹ء میں ہندوستان میں آیا۔ اس کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جب اس نے یہاں کے عیسائیوں کے پاس عبرانی زبان میں انجیل پائی۔ جبکہ مغرب میں یہ نسخہ ناپید تھا۔ کیونکہ مغرب میں صرف یونانی اناجیل کے نسخے ملتے تھے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ "پن ٹی نس" شمال مغربی ہندوستان میں آیا تھا کیونکہ اس علاقہ میں بنی اسرائیل کے قبائل پہلے سے آباد تھے۔ توما حواری انہی کی ہدایت کے لئے آئے تھے۔

ایران کے علماء تو عیسائی کونسلوں میں شرکت کے لئے بھی جاتے تھے۔[1]

ہندوستان کے عیسائیوں کے حالات "تاریخ کے دھندلکوں میں مستور ہیں۔ "اعمالِ توما" میں کچھ حالات ملتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ کتاب محرّف ہو چکی ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ نثر کی بجائے اس کا حصّہ نظم زیادہ وقعت رکھتا ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ ٹیکسلا میں توما کی کوششوں سے باقاعدہ ایک کلیسا قائم ہو گئی۔ اس کلیسا میں کچھ نظمیں متعارف و مشہور تھیں ان نظموں میں ایک "مقدس خاتون" کا ذکر ہے۔ جیسے "خاتونِ مشرق" یا "ملکۂ مشرق" کے خطاب سے

---

[1] تاریخ کلیسائے ہندوستان حصّہ دوم از پادری برکت اللہ ایم اے صفحہ ۲۸۔

نوازا گیا۔ پھر اس کے مناقب کا ذکر ہے جو مناقب الٰہی صفات میں بدل گئے۔ یہاں تک غلو ہوا کہ اسے "جبریل کی ماں" کہا گیا اور اس کے بیٹے کو الٰہ کا درجہ دے دیا گیا۔ بعض نظموں میں خدا اور خاتونِ مقدس کو ایک جوڑا کہا گیا۔

علماء سمجھتے ہیں کہ اس "خاتون" سے مراد صوفیہ "روح عالم" ہے۔ اب ان کو یہ نظریہ تبدیل کرنا ہوگا کیونکہ بعض ایسی نظمیں بھی ملی ہیں جن میں واضح اشارہ ہے۔ کہ "خاتون" سے مراد حضرت مریم ہیں۔ ان حوالوں سے یہ امر ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی وفات کے بعد شمال مغربی ہندوستان کے عیسائی بگڑ گئے تھے۔ انہوں نے مریم اور ابنِ مریم کو الٰہ کا درجہ دے دیا تھا۔

## (۱۳)

حضرت مسیحؑ کے ایک حواری یہودا تھے۔ چونکہ اس حواری نے سایہ کی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ رہنا تھا اس لئے آپ نے اس کا نام توما رکھ دیا تھا۔ جس کے معنے "جڑواں بھائی" کے ہیں۔ اس نسبت سے مشرق کے بعض حلقوں میں یہ بات غلط طور پر مشہور ہو گئی کہ توما اور حضرت مسیحؑ مریم صدیقہ کے جڑواں بیٹے ہیں "اعمالِ توما" میں یہی لکھا ہے۔ اس صحیفہ کے سریانی نسخہ میں ایک قطعہ نظم ملا ہے۔ اس کا ترجمہ ہے:۔

"Come holy dove,
mother of two young
twins: come hidden
mother revealed in
deeds alone!"

یعنی اے مقدس کبوتری! آ۔ توام بھائیوں کی ماں۔ آ! اے مخفی ماں!!
جو محض افعال میں ظہور فرما ہوئی۔

("A faith forgotten." by G. R. Mead P. 423)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ "مقدس خاتون" سے مراد حضرت مریم صدیقہ کا وجود ہے۔

تیسری صدی کے شروع میں ایڈیسہ کا سریانی عالم باردیسان اس عقیدہ سے متاثر ہوا۔ باردیسان کے بارہ میں چوتھی صدی میں افرائیم لکھتا ہے کہ باردیسان نے "مقدس ماں" کا نظریہ پیش کیا۔ جس کا ملاپ "زندگی کے باپ" کے ساتھ ہوا۔ ان کے تعلق سے وہ ہستی پیدا ہوئی جسے "زندہ خدا کا بیٹا" کہا جاتا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:۔

"that he held the
theory of a divine,
"MOTHER" who in
conjunction with the
"FATHER OF LIFE"
gave birth to a being
called "The son of
the living."

("A Faith forgotten". P. 404)

گویا ایک تثلیث کی بنیاد رکھ دی گئی۔ باپ، ماں اور بیٹا۔

باردیسان کی ایک نظم بھی ملتی ہے جس میں لکھا

ہے کہ باپ اور ماں نے ہمکنار ہو کر جنت عدن میں تخم ریزی کی ہے۔ (کتاب مذکور صفحہ ۳۹۶) ای او جیمیس نے اپنی کتاب "MOTHER GODESS" میں بتایا کہ باطنی فرقہ نے حضرت مریم کو "MOTHER GODESS" کے روپ میں پیش کیا۔ اسی عالم کے پیش نظر اسی قسم کے حوالے ہیں۔

ظاہر ہے کہ تیسری صدی میں ہندوستان سے فینیشیا اور ایڈلیسہ تک حضرت مریمؑ کے بارہ میں غلو ہوا یہاں تک کہ حضرت مریم کو خدا تعالیٰ کا "جوڑا" قرار دیا گیا۔ یہ ہے مفہوم "اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" کا۔

(۴)

اعمالِ توما کی نظموں کا بنظرِ غائر مطالعہ کریں۔ خاتونِ مشرق کی شان میں جو غلو ہوا۔ اس کا ارتقاء ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔

ایک نظم ایک سو پانچ اشعار پر مشتمل ہے۔ یہ قدیم نظم جو ہندی عیسائیوں میں بہت مقبول تھی۔ یہ ایک مقدس تثلیث کے گرد گھومتی ہے:-

(ا) بادشاہوں کے بادشاہ کا ذکر ہے۔ اس سے مراد خدا تعالیٰ ہے۔

(ii) "خاتونِ مشرق" سے مراد حضرت مریم صدیقہؑ ہیں۔

(iii) دوسرے درجہ پر ایک بھائی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو کہا گیا

اور یہ کہ ان تینوں کی بادشاہت۔ دورِ مشرق میں ہے۔ یہ تین نام مشکل کشا ہیں۔

اس نظم سے ظاہر ہے کہ خاتونِ مشرق۔ بادشاہوں کے بادشاہ کی رفیقہ حیات ہے۔ بعد از خدا بزرگ ہستی، ثانوی درجہ پر خاتم بھائی" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ گویہ استعارے ہیں۔ لیکن یہ غلو کی بنیاد ہے۔

صحیفہ کے شروع میں ایک ایسی نظم ملتی ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کو "خدائے ارفع و اعلیٰ کی شکتی" کہا گیا اور حضرت مریم کو جبریل کی ماری شکتی" ایک ہندی لفظ ہے۔ جس کے معنی قوت اور طاقت کے ہیں۔ اس لفظ کا استعمال بتاتا ہے کہ یہ عقیدہ ہندوستان میں پروان چڑھا۔ "اعمالِ توما" میں صاف لکھا ہے کہ یہ نظمیں ہندوستان کے عیسائیوں میں مقبول و مشہور ہوئیں۔ نظم کا ایک بند ملاحظہ ہو:-

"آؤ! مسیحا کے مقدس نام کہ یہ اسم جلیل
سب ناموں سے بالا ہے
آؤ! آسمانی شکتی، رحمتِ مطلق، ارفع
و اعلیٰ تجھے۔"

اس کے بعد ایک مقدس خاتون مخاطب ہے:-

"اے مادرِ مہربان! آؤ اس ہستی کی
شریکِ حیات جو ایک رجل ہے (یعنی
آدمی بن کر آیا۔ مراد جبریل ہے)
اے کاشفِ اسرار آؤ! مخفی بھیدوں
کو ظاہر کرنے والی ہستی۔
اے سات مکانوں کی ماں (مادرِ ہفت
اقلیم) آؤ۔ آٹھویں میں آپ آرام فرما
ہوئی ہیں۔ (مراد عالمِ آخرت ہے)"

ایک دوسرے قطعہ میں یہی خاتون مخاطب ہے:-

"آؤ ستین نو خستہ

دو جڑواں بچوں کی ماں

آؤ اے مادر نخفتہ

جو محض افعال میں ظہور فرما ہوتی ہے"

یہ نظمیں "اعمالِ توما" کے قدیم نسخوں میں ملتی ہیں۔ میڈ (Mead) نے اپنی کتاب (A Faith forgotten) میں اسی قسم کی سب نظمیں درج کر دی ہیں (صفحات ۴۱۶، ۴۱۴، ۴۲۲، ۴۲۳)

میڈ کا یہ کہنا کہ ان نظموں میں صوفیہ یعنی "روح عالم" مخاطب ہے۔ حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ "دو جڑواں بچوں کی ماں" مشرقی کلیسا میں حضرت مریم کا خطاب تھا۔ جس کی بنیاد لفظ "توما" ہے جبریل نے بصورت انسانی حضرت مریمؑ کو بار دو کیا۔ ابتدائی عیسائیوں کا ایک غلط عقیدہ تھا جسے عبرانی عیسائیوں نے رد کیا۔

مصر کے آثار سے انجیل فلپ کا نسخہ دستیاب ہوا جس میں عبرانی عیسائیوں کے عقائد درج ہیں۔ اسی صحیفہ میں ہے :-

"جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مریم، روح القدس کے ملاپ کے نتیجہ میں حاملہ ہوئیں۔ وہ غلطی خوردہ ہیں۔"

(قول ۱۷ انجیل فلپ ترجمہ۔ آر۔ ایم ولسن)

صاف ظاہر ہے کہ قرونِ اولیٰ میں حضرت مریم کے متعلق یہ عقیدہ موجود تھا۔

ان نظموں سے ظاہر ہے کہ ہندوستان میں بنی اسرائیل کے اسباط حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد بگڑ گئے تھے۔ انہوں نے مشرکین ہند سے متاثر ہو کر حضرت مسیحؑ کو ایک دیوتا اور حضرت مریم کو ایک دیوی بنا لیا۔ اول انہیں جبریل کی نار قرار دیا پھر خدا تعالیٰ کا کفو یعنی جوڑا بنا دیا۔ یہاں سے یہ عقیدہ نصیبین و ایڈیسہ میں پہنچا۔ بالآخر کیتھولک عیسائیوں نے حضرت مریم کو خدا اور بندے میں ایک واسطہ بنا لیا۔ دعاؤں کا ذریعہ، عبادات کا مرجع اور "خدا کی ماں" کا خطاب دیا۔ اسی امر کا ثبوت بھی ملا ہے کہ جب ہند میں حالات ناسازگار ہو گئے تو بعض عیسائی ایران۔ ایڈیسہ و نصیبین کی طرف چلے گئے یہی وجہ ہے کہ دوسری یا تیسری صدی میں توما حواری کی لاش بھی مائلاپور سے ایڈیسہ میں منتقل کر دی گئی۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان میں جب حالات عبرانی نسل کے عیسائیوں کے لئے ناسازگار ہو گئے اور بلادِ فرات اور دوسرے مغربی شہروں میں سازگار ـــــــــ تو اِدھر سے لوگ اُدھر منتقل ہو گئے۔

اس ہجرت میں عقائد بھی مشرق سے مغرب کی طرف گئے۔ تیسری یا چوتھی صدی میں ہندوستان میں باقاعدہ کوئی اُسقف نہیں تھا۔ بلکہ ایران کا اسقف ہندوستان کی نمائندگی کرتا تھا۔ مثلاً نیکایا کی کونسل (۳۲۵ء) میں ہندوستان کی نمائندگی "یوحنا ایرانی اسقف ایران و ہندوستان اعظم[1] نے کی۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے

---

[1] تاریخ کلیسائے ہندوستان۔ حصہ دوم۔ از پادری برکت اللہ ایم اے صفحہ ۳۶

کہ قرونِ اُولیٰ میں ہندوستان کے بڑے بڑے علماء ایران اور ایڈلیسہ کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔ اگر ہمارے علماء ہندمیں ہوتے تو توما کی لاش ایڈلیسہ میں کیسے جا سکتی تھی۔ صاف ظاہر ہے کہ حالات اتنے بگڑ گئے تھے کہ سارے عیسائیوں کا ہند میں رہنا دوبھر ہو گیا تھا۔ علماء کا ایک حصہ ایران و عراق و عرب ایڈلیسہ میں چلا گیا۔ ایڈلیسہ اس وقت عبرانی یا سریانی کلیسیا کا مرکز تھا۔ اس طرح ہندوستان سے بگڑے ہوئے عقائد ایڈلیسہ میں چلے گئے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ۳۲۵ء میں نیکایا کی عظیم کونسل میں مریم، ابن مریم کی معبودانہ زندگی کا مسئلہ پیش ہوا۔ لیکن علماء نے اسے رد کر دیا اور اس کی بجائے باپ بیٹا۔ روح القدس کا عقیدہ ثقہ قرار دیا گیا۔

——— مقدمہ قرآن میں سیل لکھتا ہے :۔

"عیسائیوں کے بعض گمراہ فرقے عرب میں آکر بس گئے تھے ...... جو کہ مریم کو خدا سمجھتے تھے یا خدا کے طور پر اس کی پرستش کرتے تھے ———

نیکایا کی کونسل کے موقعہ پر بھی اسی عقیدہ کے لوگ موجود تھے جو کہتے تھے کہ اللہ کے علاوہ دو اور خدا۔ مریم اور ابنِ مریم ہیں ——— اسی مناسبت سے ان کا نام مریمی فرقہ" پڑ گیا۔ اسی کونسل میں دوسرا گروہ اسی خیال کا تھا کہ حضرت مریم انسانی سرشت سے مبرا ہیں اور معبود کے طور پر قابلِ پرستش ———

پوپ نے اعلان کیا کہ مریم کو تثلیث کا اقنوم قرار دیا اور یہ کہا کہ مریم کے بغیر تثلیث نامکمل ہے ایک باطل عقیدہ ہے"

(سیل کا مقدمہ قرآن۔ صفحہ ۲۳۷)

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ مریم اور ابن مریم کی معبودانہ زندگی کا عقیدہ مغرب میں پروان نہیں چڑھا بلکہ مشرق سے آیا ہے۔ جو لوگ عرب یا عراق میں اس عقیدہ کے داعی تھے ظاہر ہے کہ وہ بھی باہر سے آئے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس عقیدہ کی بنیاد ہندوستان میں ڈالی گئی۔

——— (۵) ———

حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ حصہ پنجم میں اس سوال کے جواب میں کہ جن لوگوں میں حضرت مسیحؑ نے وفات پائی وہ کیوں نہ بگڑے؟ فرماتے ہیں :۔

"پس یاد رہے کہ ایسا وسوسہ قلّتِ تدبّر کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ورنہ کشمیر کا سفر اس فقرہ کی ضد نہیں۔ کیونکہ مَادُمْتُ فِيهِمْ کے معنے ہیں کہ جب تک میں اپنی امت میں تھا۔ جو میرے پر ایمان لائے تھے یہ معنے نہیں کہ جب تک میں ان کی زمین میں تھا۔ کیونکہ ہم قبول کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ زمین شام میں سے ہجرت کر کے کشمیر کی طرف چلے گئے تھے۔ مگر ہم یہ قبول نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ اور آپ کے حواری پیچھے رہ گئے

تھے بلکہ تاریخ کی رو سے ثابت ہے کہ
حواری بھی کچھ تو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ
اور کچھ بعد میں آپ کو آملے تھے جیسا
کہ تھوما حواری حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ
گیا تھا باقی حواری بعد میں آگئے تھے ...
...... اور جب تک حضرت عیسیٰؑ ان میں
رہے جیسا کہ آیت مَا دُمْتُ فِيهِمْ
کا منشاء ہے وہ سب لوگ توحید پر
قائم رہے۔ بعد وفات حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کے ان کی اولاد بگڑ گئی یہ معلوم
نہیں کہ کس پشت میں یہ خرابی پیدا ہوئی
مورخ لکھتے ہیں کہ تیسری صدی تک دین
عیسائی اپنی اصلیت پر تھا۔ بہر حال
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات
کے بعد وہ تمام لوگ پھر اپنے وطن کی
طرف چلے آئے۔ کیونکہ ایسا اتفاق ہو گیا
کہ قیصر روم عیسائی ہو گیا۔ پھر بے وطنی
میں رہنا لاحاصل تھا۔"

(صفحات ۲۲۳ تا ۲۲۴)

## ایک وضاحت:

"قرآن حکیم میں مروجہ تثلیث کا ذکر ہے اس سے مراد باپ
بیٹا، روح القدس ہے۔ اسی طرح حضرت مسیحؑ کی وفات کے
بعد امت کے بگڑ جانے کا جو ذکر ہے انہوں نے مریم اور ابن مریم
کو دو معبود بنایا۔ اس میں ابتدائی بگاڑ کی طرف اشارہ ہے یہ
دو باتیں الگ الگ زمانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ••

# عجیب نکتہ

### حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

"میں جب بھوپال سے رخصت ہونے لگا تو اپنے استاد
مولوی عبدالقیوم صاحب کی خدمت میں رخصتی ملاقات کے لئے
حاضر ہوا۔ سینکڑوں آدمی بطریق مشایعت میرے ساتھ تھے جن
میں اکثر علماء اور معزز طبقہ کے آدمی تھے۔ میں نے مولوی صاحب
سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسی بات بتائیے جس سے میں ہمیشہ
خوش رہوں۔ فرمایا کہ ——— "خدا نہ بننا اور رسول نہ بننا"
میں نے عرض کیا کہ حضرت میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی اور یہ
بڑے بڑے عالم موجود ہیں شاید یہ بھی نہ سمجھے ہوں گے۔
سب نے کہا کہ ہاں ہم بھی نہیں سمجھے۔ مولوی صاحب نے
فرمایا کہ "تم خدا کسے کہتے ہو؟" میری زبان سے نکلا کہ خدا
تعالیٰ کی ایک صفت فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ہے وہ جو چاہتا
ہے کر گذرتا ہے۔ فرمایا کہ بس ہمارا مطلب اسی سے ہے۔
یعنی تمہاری کوئی خواہش ہو اور وہ پوری نہ ہو تو تم اپنے نفس
سے کہو کہ میاں تم کوئی خدا ہو؟ رسول کے پاس اللہ تعالیٰ
کی طرف سے حکم آتا ہے۔ وہ یقین کرتا ہے کہ اس کی نافرمانی سے
لوگ جہنم میں جائیں گے۔ اسی لئے اس کو رنج ہوتا ہے۔ تمہارا
فتویٰ اگر کوئی نہ مانے تو وہ یقینی جہنمی تھوڑا ہی ہو سکتا ہے؟
لہٰذا تم کو اس کا رنج نہ ہونا چاہئیے۔"

حضرت مولوی صاحب کے اس نکتہ نے اب تک مجھ کو
بڑی راحت پہنچائی ہے۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالیٰ!

(مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین رض)

o

علم الاعداد ـــــ ایک فن جو معدوم ہوتا جا رہا ہے:

# حروفِ ابجد اور تاریخ گوئی

حروفِ
ابجد سے تاریخ نکالنا
ایک قدیم فن ہے۔ ابجد فن تھا
جو معدوم ہوتا جا رہا ہے۔ پرانے وقتوں میں یہ فن
پورے عروج پر تھا بلکہ علم گھرانوں میں خاص طور پر یہ فن رائج تھا
بڑے بڑے علماء، فضلاء، رئیس، شاعر اور بادشاہ اس فن کے شیدا تھے بچوں کو
پیدائش پر اس کا تاریخی نام رکھا جاتا۔ وفات پر کسی شعر یا ایک مصرعہ کے الفاظ سے تاریخ وفات نکالی جاتی
کسی خاص واقعہ پر اس کی تاریخ نکالی جاتی۔ کسی اہم عمارت کی تاریخ بنیاد کسی مصرعہ یا شعر سے ظاہر کی
جاتی غرضیکہ زندگی کے اہم واقعات کو الفاظ کے رنگ میں اس طرح ڈھالا جاتا تھا کہ
اس واقعہ پر صحیح روشنی پڑتی اور اس کے ساتھ ساتھ تاریخ بھی نکل آتی
ذیل کا مضمون جو جناب عبدالرحمٰن شاکر
کی اس دلچسپی اور معلومات افزا تحقیق کا نتیجہ ہے
امید ہے حقیقتاً قارئین خالد کیلئے
دلچسپی کا باعث ہوگا
(ادارہ)

جناب عبدالرحمان شاکر ربوہ

خدا تعالیٰ نے بے حساب کرم فرماتے ہوئے انسان، ضعیف البنیان کو عقل و فہم بخشی۔ خلق الانسان وعلمہ البیان، بے شمار قسم کے علوم عطا فرمائے جن میں سے ایک علم ریاضی ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کو ہی علم ہے کہ سب سے پہلے کس نے کب اور کس طرح یہ علم ایجاد کیا لیکن بہر حال اسی علم کو معراجِ کمال تک پہنچانے میں مسلمانوں کا بہت بڑا حصہ ہے اسی طرح الجبرا بھی مسلمانوں کی ہی ایجاد ہے۔

اسی طرح دیگر علوم و فنون میں مسلمانوں نے بڑی بڑی ایجادات کیں۔ علم و فضل کے سمندر بہا دئے جن سے

ایک دنیا سیراب ہوئی۔ فلسفہ، منطق، ریاضی، علم ہئیت، علم نجوم، علم ساخت وغیرہ علوم و فنون میں مسلمانوں کا گراں قدر حصہ ہے۔ انہی میں سے ایک علم الجبد بھی ہے۔ اس علم کی بنیاد عربی حروف تہجی ہیں۔ علم ریاضی کی ایک شاخ ہے اس میں عربی، فارسی، ریاضی، فنونِ لطیفہ، اعلیٰ دماغی قابلیتوں اور بعض اتفاق حسنہ کا بھی دخل ہوتا ہے۔ بہرحال بڑا ہی دلچسپ فن ہے۔ دانشوروں نے ہر حروف کا ایک عدد مقرر کیا ہے۔ اس کے ذریعہ کسی عبارت مصرعہ یا شعر سے کسی خاص واقعہ کا سنہ نکل آتا ہے۔ وہ حروف یہ ہیں:۔

اَبجد۔ ہَوَّز۔ حُطّی۔ کَلِمَن
سَعفَص۔ قَرشَت۔ ثَخَذ۔ ضَظَغ۔

اب ترتیب وار ہر لفظ کا عدد ملاحظہ ہو:۔

| ا | ب | ج | د | ہ | و | ز | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | |
| ح | ط | ی | ک | ل | م | ن | |
| ۸ | ۹ | ۱۰ | ۲۰ | ۳۰ | ۴۰ | ۵۰ | |
| س | ع | ف | ص | ق | ر | ش | ت |
| ۶۰ | ۷۰ | ۸۰ | ۹۰ | ۱۰۰ | ۲۰۰ | ۳۰۰ | ۴۰۰ |
| ث | خ | ذ | ض | ظ | غ | | |
| ۵۰۰ | ۶۰۰ | ۷۰۰ | ۸۰۰ | ۹۰۰ | ۱۰۰۰ | | |

مندرجہ بالا تمام حروف جن کے اعداد مقرر کئے گئے ہیں حروف تہجی ہیں لیکن ذرا غور سے دیکھنے پر آپ یہ محسوس کریں گے کہ ان حروف میں اردو کے سات حروف غائب ہیں۔ یعنی پ، ٹ، چ، ڈ، ڑ، گ اور ے

علم الجبد میں ے کا عدد الف کے برابر ہے۔ پ، ٹ، چ، ڈ، ڑ اور گ علی الترتیب ب، ت، ج، د، ر، اور ک کے اعداد رکھتے ہیں۔ اب آپ آسانی کے ساتھ کسی بھی نام کے حروف کو الگ الگ کر کے ان کے سامنے اس حروف کا عدد لگا کر میزان کر لیں تو جو مجموعہ نکلے وہ اسی نام کے پورے اعداد ہوں گے۔ اسی طریق پر پرانے لوگ بچوں کے تاریخی نام رکھا کرتے تھے۔ مثلاً ہماری جماعت کے مشہور شاعر حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل مرحوم کے والد حضرت مولوی امام الدین مرحوم کا تاریخی نام "چراغ دین" تھا یعنی اسی نام کے تمام حروف کے اعداد کا مجموعہ جو ۱۲۶۸ نکلتا ہے یہ ہجری سنہ کے لحاظ سے آپ کا سنِ پیدائش ہے۔

بعض اور مثالیں اس سلسلہ میں مزید دلچسپی کا باعث ہوں گی۔

(۱) حضرت خواجہ گنج بخش ہجویری کی تاریخ وفات:۔

خانقاہِ علی ہجویری
خاک جاروب از درش بردار
طوطیا کن بدیدۂ حق بیں
تا شوی واقفِ دگر اسرار
چونکہ سردار ملکِ معنی بود
سال وصلش برآمد از "سردار"
۴۶۵ھ (۱۰۷۲ء)

(۲) ہمایوں بادشاہ کی تاریخ تخت نشینی:۔

"کشتی نند" = ۹۳۷ھ

وفات: "ہمایوں بادشاہ از بام افتاد"
۹۹۱ھ

چونکہ حکیم صاحب کا خطاب "وزیر خان" تھا اس لئے مسجد "وزیر خان" کہلاتی ہے۔ تاریخ نکلی :-

"سالِ تاریخ بنائے مسجد عالی مقام
از خرد جستم بگفتا "سجدہ گاہ اہلِ فضل"

(۱۰۴۴ھ)

دوسری تاریخ :-

"تاریخ ایں بنائے چو پرسید از خرد
گفتا بگو کہ بانی مسجد وزیر خان"

۱۰۴۴ھ

(۱۶) شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی بڑی بیٹی زیب النساءؒ مدفون لاہور نواں کوٹ کی تاریخ وفات :

"آہ زیب النساء بحکم قضا
ناگہاں از نگاہ مخفی شد
سالِ تاریخش از خرد جستم
گفت ہاتف کہ ماہ مخفی شد"

۱۰۸۰ھ

واضح رہے کہ شہزادی کا تخلص مخفی تھا۔

(۱۷) مشہور شاعر ابراہیم ذوقؔ دہلوی کی تاریخ وفات خود آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ثانی نے کہی تھی ؎

"شب چہار شنبہ بماہ صفر
بحکم خداوند جان داد ذوق
فریدے ازدو یا ناخن رقم
خراشید و فرمود استاد ذوق"

۱۲۷۱ھ (۱۸۵۵ء)

(۱۸) میر انیس لکھنوی کی تاریخ وفات ان کے حریف مرزا سلامت علی دبیر نے کہی ؎

"طور سینا بےکلیم اللہ منبر بےانیس"

۱۲۹۱ھ (۱۸۷۴ء)

(۱۹) سب سے پیاری تاریخ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کی ہے جو حکیم مومن خان مومنؔ نے نکالی تھی یعنی ؎

"دست بیدادِ اجل سے بےسروپا ہوگئے
فقر و دیں، فضل و ہنر، لطف و کرم، علم و عمل"

ق ی ض ن ط ر ل م

۱۲۳۹ھ

قادر الکلام استاد نے کس خوبصورتی سے خوبیاں گنوائی ہیں اب اسے اتفاق کہیں یا ریاضی کا کمال کہ سولہ آنے کھری بات بھی کہی اور حساب بھی پورا نکلا۔ اور کمال یہ

کہ دوسرے مصرعہ کے ہر لفظ کے درمیانی حروف کے مجموعہ سے یہ تاریخ نکالی ہے۔

(۲۱) رنجیت سنگھ کی داشتہ موراں نے جو لاہور کی ایک مسلمان لڑکی تھی ٹکسالی دروازے کے باہر شاندار مسجد بنوائی۔ مسجد کی تاریخ ملاحظہ ہو۔

"بفضل ایزدِ دارائے افلاک
چو موراں مسجدے آراست بر خاک
بتاریخ بنائے گفت ہاتف
شدہ تعمیر للہ مسجدِ پاک"

۱۲۲۴ھ = (۱۸۰۹ء)

(۲۲) ملکہ وکٹوریہ کی تاریخ وفات :-

"فخرِ دوستانِ بشر"
دوسری : "غایت شفیق"
} ۱۹۰۱ء

(۲۳) حضرت مسیح موعودؑ کے فرزند مرزا مبارک احمد مرحوم ۱۳۲۴ھ میں فوت ہوئے۔ مکرم عبدالطیف خان صاحب اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کے تایا خان عبدالستار خان صاحب نے تاریخ کہی :-

"جا مبارک تجھے فردوس مبارک ہو دے"

۱۳۲۴ھ

(۲۴) داغ دہلوی کی تاریخ وفات ڈاکٹر اقبال نے ان کے نام سے ہی نکالی : "نواب مرزا داغ"

۱۹۰۵ء

(۲۵) حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم حفظ کیا تو تاریخ نکلی : "حافظِ قرآن" (۱۳۴۰ھ)

(۲۶) حضرت قاضی اکمل رضؓ کی والدہ کا نام مریم بیگم تھا۔ ان کا کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے تاریخ ہوئی۔ "مریم ہے نجم"

۱۳۴۲ھ

(۲۷) خاکسار راقم الحروف نے ایک صاحب کے اپنے موقف سے ہٹ جانے پر تاریخ کہی تھی۔ ع

"جناب شیخ کو کعبے میں بھی خدا نہ ملا"

۱۹۳۷ء

ہماری جماعت میں حضرت مولوی عبید اللہ بسمل مرحوم فارسی زبان کے جید عالم و شاعر تھے حضرت مولوی غلام رسول مرحوم راجیکیؓ اردو، فارسی اور عربی کے اور حضرت قاضی ظہور الدین اکمل رضؓ اردو کے یہ تینوں بزرگ اسی طرح بعض اور شاعر بھی تاریخ گوئی میں دسترس رکھتے تھے۔

افسوس کہ یہ دلچسپ فن ناپید ہوتا جا رہا ہے اور اب وہ وضعداری نہیں رہی جو اگلے وقتوں میں تھی اب تو یادیں باقی رہ گئی ہیں جو ع

"گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را"

کے تحت نوکِ قلم پر آجاتی ہیں۔

••

○

## مجالس

۲۳ مئی کو شالی وقارِ عمل کا اہتمام کریں

(مہتمم وقارِ عمل)

بھٹہ جات
کیلئے
بہترین کوئلہ
اعلیٰ کوالٹی • ارزاں نرخ
باسانی دستیاب ہے
خلیفہ عبدالرحمن اینڈ سنز
کول کمیشن ایجنٹ
کوئٹہ
سے حاصل کریں!
پاکستان آرمی کے منظور شدہ
نظر کی عینکیں اور
دھوپ کے چشمے
ماڈرن فریم امپورٹیڈ شیشے
خریدنے کے لئے ہمیشہ
سٹینڈرڈ
آپٹیکل سروس
بانو بازار۔ سیالکوٹ پر
تشریف لائیں

حاصلِ مطالعہ

- موٹاپا کم کرنے والا مرکب
- کیا زحل پر زندہ مخلوق موجود ہے؟
- ہڈیوں کی مضبوطی معلوم کرنے کا طریقہ
- شور وغل میں مخصوص آواز پکڑنے والا مائکروفون
- کیا جلد سے بھی دیکھا جاتا ہے؟

# سائنس کی دنیا

مرسلہ: عبد الباسط ندیم ۔ ربوہ

○

موٹاپا یا زیادہ موٹا ہونا کوئی تندرستی کی علامت نہیں ہے بلکہ ایک ایسی بیماری مانی جاتی ہے جس سے بہت سی دوسری بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں اور یہ بیماریاں آخرکار جان لیوا ثابت ہوتی ہیں۔ بدقسمتی سے موٹاپا دور کرنے کے لئے ابھی تک نہ تو کوئی ایسی محفوظ دوا بنائی جا سکی ہے اور نہ کوئی ایسا مؤثر طریقہ معلوم ہو سکا ہے جو ذیلی اور مضر اثرات کے بغیر مؤثر ثابت ہو۔ لے دے کر بس ایک یہی طریقہ رہ جاتا ہے کہ کم کھایا جائے یا فاقے کئے جائیں لیکن ایسا کرنے سے جسمانی قوت اور کارکردگی میں زبردست کمی آ جاتی ہے۔ تاہم اس صورتِ حال سے نپٹنے کے لئے سائنس دانوں نے اپنی کوششیں برابر جاری رکھی تھیں جو اب کامیاب ہوتی نظر آ رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں امریکہ کی لویولا (LYOLLA) یونیورسٹی کے مدرسۂ طب کے ماہرین نے بتایا ہے کہ انسانی جسم کے اندر چربی کو پگھلانے والے ایک قدرتی جز (fat mobilizing factor) کے ذریعہ موٹاپے کو کم کیا جا سکتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے اس مرکب پر جو تجربات کئے ہیں ان سے معلوم ہوا ہے یہ مرکب جسم میں حلقی (cyclic) اے ایم پی (A.M.P.) کی تشکیل کے لئے تحریک پیدا کر دیتا ہے۔ یہ

حلقیٔ اسلام پی ایک ایسا ثانوی حلقی پیدا ہوتا ہے جو چربی کو ختم کرنے والے ایک خامرے لائپیز (lipase) کے عمل میں اضافہ کر دیتا ہے اور پھر اس کے نتیجہ میں چربی پگھلنا شروع ہو جاتی ہے جس سے موٹاپا خود بخود کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

○

ہماری زمین کا ایک چاند ہے لیکن ستارہ زحل کے دس چاند ہیں۔ ان میں سے ایک چاند ٹائٹان (Titan) ہے۔ زحل کے اس چاند کے بارے میں کورنیل یونیورسٹی کے ایک ماہر فلکیات کارل سیگان نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ زحل کا یہ چاند بے آب و گیاہ نہیں ہے بلکہ اس پر کسی نہ کسی شکل میں زندہ مخلوق بھی پائی جاتی ہے ان کا کہنا ہے کہ زمین سے آلات کے ذریعہ ٹائٹان کا جو مطالعہ کیا گیا ہے اس سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس پر بھی ویسے ہی نامیاتی سالمات (organic molecules) اور مرکبات (compound.) موجود ہیں جیسے کہ زمین کی تاریخ کے ابتدائی ایام میں زمین پر موجود تھے اور جن سے آخر کار حیات نمودار ہوئی۔

سائنس دانوں کو توقع ہے کہ ۱۹۸۱ء میں زحل کے تفصیلی مطالعہ کی غرض سے زحل کی جانب جو دو خلائی جہاز روانہ کئے جائیں گے ان سے اس بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہو جائیں گی۔

میساچوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی اور ایریزونا کی رصدگاہ کے سائنس دان ٹائٹان کو چھوڑ کر زحل کے دوسرے چاندوں کا تفصیلی مطالعہ کر رہے ہیں چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں اب تک جو مطالعہ کیا ہے اس سے یہ معلوم ہوا ہے زحل کے دس چاندوں یعنی گینی میڈ (Ganymede) گیلسٹو (Galisto) اور آئیو کی سطح پر پانی اور برف موجود ہے انہوں نے مزید بتایا ہے کہ یوروپا کی سطح پر ۵۰ سے ۱۰۰ فیصد تک اور گینی میڈ کی سطح پر ۲۰ سے ۶۵ فیصد تک برف اور پانی موجود ہے۔ یوروپا کا سائز زمین کے برابر ہے جب کہ گینی میڈ کا سائز مریخ اور عطارد کے درمیان ہے۔

○

وسکانسن یونیورسٹی کے ڈاکٹروں نے آواز کی موجوں کی ایک بالکل نئی تکنیک کے ذریعہ ہڈیوں کی مضبوطی جانچنے کا ایک ایسا طریقہ دریافت کیا ہے جس کی مدد سے سرجن ہڈیوں کا پھوک پن یا (brittleness) معلوم کر سکتے ہیں اس طریقہ کے ذریعہ ہڈیوں کے پھوک پن اور مضبوطی کی پیمائش کر کے ہڈیوں کی کمزوری کے اسباب بھی معلوم کئے جا سکتے ہیں جن کا مناسب علاج معالجہ کیا جا سکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اپاہج بنا دینے والی ہڈیوں کی شکست و ریخت کا تدارک بھی کیا جا سکتا ہے۔

○

بیل لیبوریٹریز کے آواز سے متعلق تحقیقات کے شعبہ میں کام کرنے والے دو سائنسدانوں نے ایک نئی قسم کا مائیکروفون بنایا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ یہ مائیکروفون ایک بڑے سے کمرے میں باتیں کرتے ہوئے بہت سے لوگوں میں سے کسی ایک مخصوص شخص کی بات چیت یا تقریر کو پکڑ سکتا ہے۔ اس مائیکروفون کی خوبی یہ ہے کہ اس کے ذریعہ آواز کو پکڑنے کے عمل میں پس منظر کے کافی شور و غل کا کوئی اثر نہیں

پڑتا ہے۔ اس مائکروفون کی دوسری خوبیوں کے بارے میں اس کے موجد کا کہنا ہے کہ یہ مائیکروفون ٹیلی فون کے ذریعے بیک وقت کی جانے والی بہت سے لوگوں کی گفتگو یا گروہی کانفرنسوں کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ توقع ہے کہ یہ مائکروفون مستقبل میں میز پر رکھے ہوئے اور ہاتھ کے استعمال سے آزاد ٹیلی فون کی جگہ لے گا۔

○

ہمیں تو روشنی کا ادراک آنکھوں سے ہوتا ہے لیکن شاید سب جانداروں میں ایسا نہیں ہے کیونکہ بہت سے جانوروں مثلاً مینڈک، گرگٹ، چوہوں اور اکٹوپس یا بحری مچھلی کی جلد پر روشنی ڈالنے کے جو تجربات کئے گئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے کہ ان جانوروں کی جلد روشنی کے حق میں واضح برقی ردّ عمل کا اظہار کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں نارتھ کیرولینا کے شعبۂ صحت دماغی کے محققین نے کبوتر کے ایسے بچوں کی جلد پر بھی روشنی کے اثرات کا مشاہدہ کیا ہے جن کے پر ابھی نہیں نکلے تھے۔ کبوتر کے ان بچوں کی آنکھوں پر ایک ایسا سیاہ غلاف چڑھا دیا گیا تھا کہ جس کی وجہ سے ان کو کچھ نظر نہیں آ سکتا تھا۔ ایسا کرنے کے بعد ان کے جسم پر پانچ پانچ سیکنڈ کے لئے روشنی ڈالی۔ محققین کا کہنا ہے کہ روشنی ڈالنے سے کبوتر کے بچوں نے اپنی چونچیں کھول دیں۔ سر ہلائے ادھر سے ادھر ہلے۔ بازو پھڑپھڑائے اور حد یہ کہ انھوں نے آوازیں تک نکالیں۔ ان مشاہدات سے محققین نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ کبوتر کے بچوں میں روشنی کا ادراک آنکھوں کے علاوہ جلد سے بھی ہوتا ہے (اردو ڈائجسٹ سائنس) ○○

# نقد و نظر

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے ایڈیٹر کے نام بھجوائے جائیں (ادارہ)

## "مقربانِ الٰہی کی سرخروئی روح کافرگری کے ابتلا میں"

ماموریٔ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"عجیب بات یہ ہے کہ جتنے اہل اللہ گذرے ان میں سے کوئی بھی تکفیر سے نہیں بچا۔ کیسے کیسے مقدس اور صاحب برکات تھے...... یہ تو کفر بھی مبارک ہے جو ہمیشہ اولیاء اور خدا تعالیٰ کے مقدس لوگوں کے حصہ میں ہی آتا رہا ہے۔"

(اخبار الحکم ۱۸ مئی ۱۹۰۸ء)

جناب مولانا دوست محمد شاہد نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے گزشتہ تیرہ صدیوں کے معروف بزرگانِ امت کے حالات کا ملخص اس کتاب میں درج فرمایا اور بتایا ہے کہ کس طور پر ان مقدس ہستیوں کو مصائب کی بھٹی میں ڈالا گیا مگر ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ لوگ انہیں کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے رہے لیکن شمعِ اسلام کے ان پروانوں نے ان فتوؤں کی کبھی پرواہ نہ کی بلکہ ہمیشہ اسی شمع کو روشن کرنے کیلئے اپنی جان کی قربانی پیش کرتے رہے۔ مولانا دوست محمد صاحب شاہد (مؤرخِ احمدیت) مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے نہایت احتیاط اور تحقیق سے یہ مجموعہ مرتب فرمایا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اس کتاب کے پہلے دو ایڈیشن ختم ہو چکے ہیں جو اس کی مقبولیت کی دلیل ہیں۔ اب تیسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ سفید کاغذ، کتابت و طباعت عمدہ، ۲۰×۲۶/۸ کے ۱۶۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۲/۲۵ روپے میں نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف ربوہ سے مل سکتی ہے۔

(ن۔م)

آپ اپنی ضروریات کیلئے
میسرز بشیر اینڈ کمپنی
کی خدمات حاصل کریں
ایکسپورٹرز اینڈ امپورٹرز
گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیدار برائے ملٹری، ریلوے، ٹیلیگراف و ٹیلیفون، واپڈا اور دوسرے
تیار کنندگان
ہارڈویئر۔ تعمیری میٹریل، ہر قسم کا جوڑ والا اور بغیر
جوڑ کا پائپ، ٹیوب، کھمبے، کاسٹ آئرن
اس سے متعلقہ ہر قسم کا سامان
سٹاکسٹ اینڈ سپلائرز
آئرن اینڈ سٹیل۔ جی آئی شیٹ، پلیٹ (چادر)
کنڈے دار تار۔ ہر قسم کا میٹل۔ زنک۔ سیسہ
تانبہ اور پلمبنگ کا ہر قسم کا سامان
ہیڈ آفس:۔ حمید منزل ۸۹۔ انارکلی لاہور
ٹیلیفون
۵۲۷۸۳
برانچیں:
لوہا مارکیٹ لاہور
77-KMC گارڈن مارکیٹ لارنس روڈ کراچی: فون: ۷۸۵۶۴

پانچویں قسط



# سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے

جناب ڈاکٹر ناصر احمد خان پرویز پروازی پی ایچ ڈی۔ اوساکا

## صبح کا سفر

ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن سٹڈیز نے ہمیں ٹوکیو آنے کی دعوت دی تو ہم نے جھٹ سے قبول کر لی۔ دو وجہ سے پہلی ہم بیان نہیں کرنا چاہتے اور دوسری ہم بھول گئے ہیں ـــــ

ماتویہ صاحب نے کہا۔ صاحب! صبح چھ بجے کی گاڑی سے چلیں گے اس لئے گھر سے ساڑھے چار بجے چلئے تاکہ پونے چھ بجے گاڑی پر سوار ہونے والی قطار میں جگہ مل سکے۔ ساڑھے چار بجے؟ ـــــ یعنی ساڑھے چار بجے۔ حد ہوگئی۔ اتنی صبح اٹھنا اور پھر جنوری کے مہینے میں اور پھر اوساکا میں۔ دل پہ پتھر رکھ کر حامی بھر لی کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ راشد صاحب کو فون کیا کہ حضرت ہم پہلی ہکاری سے ٹوکیو پہنچ رہے ہیں لہٰذا اگر وقت ہو تو سٹیشن پر تشریف لے آئیں اور ہمارے ساتھ ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز میں چلیں۔

سر شام منہ لپیٹ کر پڑ رہے کہ صبح ساڑھے چار بجے ٹوکیو کے لئے روانہ ہونا ہے۔ سات ـــــ آٹھ ـــــ نو ـــــ دس ـــــ خدا معلوم نیند کیوں نہیں آ رہی تھی۔ بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر سلا دیا ـــــ گیارہ ـــــ رشید غنی[1] صاحب کو یاد کیا ـــــ بارہ ـــــ تنگ آکر سونے کا ارادہ ترک کر دیا کہ جس شخص کو "حساب" کرتے ہوئے بھی نیند نہ آئے اس کے اندر ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔ ارادہ توڑ دیا تو غنودگی سی ہونے لگی اور پھر ہم گہری نیند سو گئے۔ تین بجے الارم نے جگا دیا اٹھے شیو کی، چائے پی اور اوساکا کی سردی سے بچنے کے لئے تیار ہونے لگے۔ ایک سویٹر ـــــ دوسرا ـــــ تیسرا ـــــ چوتھا ـــــ جیکٹ ـــــ کوٹ اور اوور کوٹ ـــــ مفلر ـــــ دستانے ـــــ جو کچھ میسر تھا پہن لیا اور چشم بددور اچھے خاصے ڈاکٹر وحید قریشی لگنے لگے۔ لاحول و لا قوۃ پڑھتے ہوئے دروازہ سے باہر

---

[1] اشارہ پروفیسر عبدالرشید غنی دام صاحبہ کی طرف ہے جو اللہ غنی احساب کیلئے اسے جی اور تعلیم الاسلام کالج میں حساب پڑھاتے ہیں۔

قدم رکھا۔ ٹھنڈی ہوا نے سیدھا ناک پر وار کیا۔ اور "ناک آؤٹ" کر دیا۔ یعنی ناک بہنے لگی اور پھر بہتی ہی چلی گئی۔

## بارے گاڑی کا کچھ بیاں ہو جائے

قریب کے زمین دوز سٹیشن پر پہنچے۔ تالا پڑا ہوا تھا (تالا "گیا۔ سالک مرحوم کے لفظوں میں" اللہ تالا" تھا) معلوم ہوا کہ گاڑیاں صبح ساڑھے پانچ بجے سے شروع ہوتی ہیں۔ لہٰذا ٹیکسی پکڑی اور شن اوساکا کے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ شن اوساکا ۔۔۔۔۔ اوساکا کا وہ سٹیشن ہے جہاں سے ہکاری چلتی ہے۔

ہکاری یعنی شن کان سین۔ دنیا کی سب سے زیادہ تیز رفتار گاڑی ہے۔ "شن" جاپانی زبان میں نئی چیز کو کہتے ہیں۔ سین لائن کو کہتے ہیں اور کان غالباً کان کو کہتے ہوں گے اس کی رفتار ۲۰۰ سے ۲۵۰ کلو میٹر فی گھنٹہ ہے اس لئے اسے Bullet train. بھی کہتے ہیں یعنی گولی کی طرح چلنے والی گاڑی۔

ٹکٹ لیا۔ ریزرویشن کروائی۔ معلوم ہوا کہ بوگی ۹ میں تیسویں سیٹ ہماری ہے اور واپسی پر رات سات بجے کی گاڑی میں بوگی ۶ میں تیسری سیٹ ہماری ہے اس سارے کام میں صرف دو منٹ صرف ہوئے ٹکٹ انسان دیتے ہیں۔ ریزرویشن کمپیوٹر کرتا ہے ہم اطمینان سے پلیٹ فارم پر پہنچ گئے۔ مالویہ صاحب ابھی تشریف نہیں لائے تھے ہمارا خیال تھا کہ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ ہم سے پہلے پہنچیں گے۔ گاڑی سامنے کھڑی تھی لیکن دروازے بند تھے۔ چھ بجنے میں پانچ منٹ تھے دیکھا کہ مالویہ صاحب ہنستے مسکراتے اطمینان سے چلے آرہے ہیں۔ میں نے کہا۔ "آپ کو تو پونے چھ بجے آنا تھا" فرمایا "ہاں ذرا دیر ہو گئی مگر گاڑی چلنے میں تو ابھی پانچ منٹ باقی ہیں۔ میں سب وے سے آیا ہوں۔ پہلی گاڑی نکل گئی دوسری لینی پڑی۔ اور آپ؟" ہم نے بتایا کہ ہم تو ٹیکسی سے آئے ہیں کیونکہ سب وے تو ساڑھے پانچ بجے شروع ہوتی ہے "دیکھ لیجئے! میں ۵-۳۵ پر چلا تھا اور اب آپ کے پاس کھڑا ہوں۔"

اتنے میں گاڑی کے دروازے کھل گئے اور ہم اپنی سیٹ پر پہنچ گئے۔ تیس سیکنڈ پہلے الارم ہوا۔ دروازے بند ہوئے اور گاڑی رینگنے لگی۔

ساری کی ساری گاڑی ایئر کنڈیشنڈ ہے مگر ایک

گرین کار بھی ہے جو شاید زیادہ ایئرکنڈیشنڈ ہوتی ہے
اس کا کرایہ عام کرایہ سے تقریباً دُگنا ہے۔ رستے میں چائے
پانی اور شاید شراب بھی پلاتے ہیں ؎

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے

گاڑی چلی تو اعلان کیا گیا۔ "ہم آپ کو ہماری
پرخوشی آمدید کہتے ہیں۔ آپ نے کرم فرمائی کی کہ اس گاڑی
سے سفر کر کے ہمیں خدمت کا موقعہ دیا۔ مگر ہم بڑے افسوس
سے اعلان کرتے ہیں کہ یہ گاڑی اپنے مقررہ وقت سے ایک
گھنٹہ اور پینتیس منٹ دیر سے ٹوکیو پہنچے گی کیونکہ راستہ
میں کیوتو سے ناگویا تک شدید برف باری ہو رہی ہے
اور ریلوے لائن پر برف پڑی ہوئی ہے"۔

ہم نے حیرت سے پوچھا کہ "ابھی سے انہیں کیسے
معلوم ہو گیا کہ گاڑی اتنی دیر سے پہنچے گی؟"

جواب ملا۔ گاڑی میں خودکار برقی آلات موجود
ہیں جو اس کی ہر حرکت کو کنٹرول کرتے ہیں لہٰذا منٹوں اور
سیکنڈوں کا حساب کر لیتے ہیں۔ سپیڈ بھی ان کے کنٹرول
میں ہے۔ بجلی بھی اور ہر چیز۔ لائن خراب ہو تو سپیڈ
خود بخود ہلکی ہو جاتی ہے۔ حتّٰی کہ اگر زلزلہ آ جائے تو
گاڑی خود بخود رک جاتی ہے۔ گاڑی کے اندر ٹیلیفون بھی
لگا ہوا ہے جہاں جی چاہے کیجئے مگر جاپان کے اندر۔

ہمارا اس گاڑی پر پہلا باقاعدہ سفر تھا۔ اس
لئے ہم کچھ زیادہ ہی مشتاق تھے۔ مالویہ صاحب تو کچھ دیر
بعد سو گئے اور ہم کھڑکی سے باہر نظریں لگائے ہر چیز کو
پیچھے کی طرف اڑتا ہوا دیکھنے لگے۔ پندرہ بیس منٹ بعد
گاڑی ایک سرنگ میں داخل ہوئی اور زن سے باہر نکلی

تو اس کی رفتار دھیمی ہونے لگی اور کچھ دیر بعد تو اپنی بائیں
ہر طرف برف ہی برف تھی۔ سفید اور چمکدار۔ سورج
ٹھٹھرا ہوا کھڑا تھا۔ ہلکی ہلکی دھوپ نکلی ہوئی تھی
لوگ، ہاکی، لمبے لمبے بوٹ پہنے، کنٹوپ چڑھائے
برف کو روندتے چلے جا رہے تھے اور ہم گرما گرم گاڑی
میں بیٹھے نظارہ کر رہے تھے۔ کافی پی رہے تھے اور ہماری
والوں کو دعائیں دے رہے تھے۔

تقریباً ایک گھنٹہ تک گاڑی اسی ہلکی رفتار سے
چلتی رہی جس رفتار سے ہماری "تیز گام" یا "تیز رو" چلتی
ہے اس کے بعد اس نے ہوا سے شرط باندھی۔ اللہ دے
اور بندہ لے! ہم نے باہر کی چیزوں کو اڑتے دیکھا تو
گھبرا کر مالویہ صاحب سے پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے؟"
وہ غالباً نیند سے چونکے تھے۔ فرمانے لگے۔

"کوئی بات نہیں ابھی ٹھیک ہو جائے گا"۔

پھر سرنگوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ سرنگ پر
سرنگ۔ گاڑی زن سے داخل ہوتی اور زن سے نکل آتی
ہم نے مالویہ صاحب سے کہا کہ "ان لوگوں نے اتنی چھوٹی
چھوٹی اتنی سرنگیں کیوں بنا رکھی ہیں؟" فرمانے لگے۔
"ان سرنگوں میں سے کوئی بھی چار کلومیٹر سے کم لمبی نہیں
ہے۔ صرف گاڑی ذرا زیادہ تیز ہے ———"

ایک سرنگ سے گاڑی نکلی تو کوہ فیوجی سامنے
آ گیا۔ کوہ فیوجی جاپان کا سب سے اونچا پہاڑ ہے
چوٹی برف سے ڈھکی ہوئی۔ اردگرد سبزہ ہی سبزہ، بہار
کے موسم میں سنا ہے پھول ہی پھول ہوتے ہیں مگر اس
کے دامن میں بے شمار کارخانے ہیں۔ چمنیاں۔ دھواں

اور فیوجی ——— عجیب منظر تھا۔ برف سے اٹا ہوا یہ پہاڑ یوں لگتا ہے جیسے تھالی میں رکھا ہوا ہو۔ ارد گرد وادی ہے اور درمیان میں پہاڑ۔ خوب صورت ——— خوب صورت!

گاڑی جب زیادہ ہی تیز چلنے لگی تو ہم نے پوچھا اس کی کیا رفتار ہوگی؟ فرمانے لگے۔ چلیئے دیکھ لیتے ہیں۔ اور ہمارا ہاتھ پکڑ کر بوگی ۱۱ کی طرف چلے۔ یہ بوگی ڈائننگ کار ہے اور ڈائننگ کار میں رفتار کا میٹر بھی لگا ہوا ہے دیکھا سوئی ۲۲۵ کے قریب قریب تھی۔ جھرجھری سی آ گئی۔

## ٹوکیو میں ورود

اعلان ہوا اب ہم کچھ دیر بعد ٹوکیو کے سٹیشن پر پہنچنے والے ہیں۔ ٹوکیو شروع ہوا اور کافی دیر تک شروع رہا۔ یعنی ہر طرف شہر ہی شہر۔ انسان ہی انسان، عمارتیں ہی عمارتیں۔ ایک جگہ ایک عجیب و غریب سی گاڑی ایک عمارت کی دوسری منزل پر کھڑی تھی۔ معلوم ہوا یہ مونوریل ہے جو ایک پہیہ پر چلتی ہے۔ ہمارا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اس کی رفتار بھی واجبی سی ہے یعنی کوئی سو سوا سو کلومیٹر فی گھنٹہ۔

ٹوکیو سٹیشن پر پہنچے اور عین ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ دیر سے۔ راشد صاحب منتظر تھے۔ یونیورسٹی جانے کے لئے گاڑی میں سوار ہوئے اور پھر ایک جگہ گاڑی سے اتر کر ٹرام کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ ٹرام۔ شاید پچھلی صدی کی یادگار تھی۔ خستہ خراب۔ چرچراتی چلی جاتی تھی۔ یونیورسٹی پہنچے۔ شعبہ اردو کے صدر منتظر تھے معلوم ہوا کہ وہ حضرت دس بجے ہمارا کوئی لیکچر بھی کروانا چاہتے تھے جو پروگرام کی نذر ہو گیا۔ ہم نے کہا خوب رہی۔ اگر سرکاری دیرت نہ پہنچتی تو ہم یہاں لیکچر دے رہے ہوتے صاف بچ گئے۔

ماتو یہ صاحب تو ہفتہ میں ایک دن اس یونیورسٹی میں لیکچر دینے کے لئے یاتو مدہ آتے ہیں۔ ہم بال بال بچ گئے مگر سوزوکی صاحب جو اردو کے پروفیسر ہیں کہاں چوکنے والے تھے۔ شعبہ کے سب اساتذہ کو اکٹھا کر لائے۔ ان حضرات سے ملاقات ہوئی۔ وسیع و عریض لائبریری دکھائی۔ داخل ہوئے تو سامنے جوش صاحب کی "یادوں کی بارات" پڑی تھی۔ معلوم ہوا اس کا آخری باب یہاں بہت مقبول ہے اور ایک طالب علم ایم اے

کے مقالہ کے طور پر اسی باب کا جاپانی زبان میں ترجمہ کر دیا ہے۔

شعبہ ہندی کے کمرہ میں داخل ہوئے تو دیکھا۔

منیر نیازی بیٹھے ہیں۔ ہم اشتباہ کہہ کر لپٹنے ہی والے تھے کہ سوزوکی صاحب نے تعارف کروایا۔ یہ تناکا صاحب ہیں —— ہو بہو منیر نیازی —— ایک دوبار ہم نے انہیں چھو کر بھی دیکھا۔ ع

"ریل کی سیٹی بجی تو دل لہو سے بھر گیا"

والا لکس نہیں تھا۔

پروفیسر کے را یاناگی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اردو کے صدر شعبہ ہیں۔ عالم فاضل ، بڑی بے نیازی سے سگریٹ پیتے ہیں۔ ابھی ابھی لندن ، پیرس ، بیروت اور تہران سے لوٹے تھے۔ شاید اسی سحر میں تھے۔ عربی ، فارسی ، اردو اور ہندی کے زبان دان ہیں اور صاحب واقعی زبان دان ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کا معائنہ بھی فرما چکے ہیں۔ مجھ سے پوچھا: "آپ کہاں سے آئے ہیں؟"

بتایا "ربوہ سے!"

"ربوہ سے —— کیا آپ احمدی ہیں؟

"جی بحمد اللہ!"

"آپ کی جماعت تو تبلیغ اسلام کی وجہ سے مشہور ہے۔"

سوزوکی صاحب نے ہنس کر لقمہ دیا ——

"تبلیغ سے تو یہ یہاں بھی نہیں چوکے۔ جماعت احمدیہ کے مبلغ ان کے ساتھ ہیں۔"

ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن سٹڈیز سے فارغ ہوئے تو "احمدیہ مشن ہاؤس" میں حاضری دی اور پھر راشد صاحب نے ازراہ بندہ پروری ہمیں ٹوکیو سٹیشن پر پہنچایا۔

## مراجعت

ٹھیک سات بجے ہکاری ۶ روانہ ہوئی اور اوساکا کو [illegible] واپسی کا سفر شروع ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اعلان ہوا کہ "یہ گاڑی پینتیس منٹ اور چھ سیکنڈ لیٹ پہنچے گی۔" ہم نے کتاب نکال کر پڑھنا شروع کی۔ بھوک لگنا شروع ہوئی تو ڈائننگ کار میں گئے۔ اندر داخل ہوئے تو معلوم ہوا کسی اوّل درجہ کے ریستوران میں آگئے ہیں وہی صاف ستھری فضا —— نکھرا نکھرا ماحول۔ مدھم مدھم روشنی ، مینو دیکھا۔ "مسلمان" کھانا منگوایا۔ بہت ہی لذیذ اور مزیدار۔ کھانا کھاتے رہے، کتاب پڑھتے رہے۔ اس کے بعد کافی پی واپس اپنی سیٹ پر پہنچے ہی تھے کہ اعلان ہوا۔ "معاف کیجئے۔ گاڑی مزید لیٹ ہو جائے گی کیونکہ باہر برف پڑنا شروع ہو گئی ہے۔ اوساکا اڑتالیس منٹ دیر سے پہنچیں گے۔" یعنی اگلے وقت سے کوئی ساڑھے تین منٹ زیادہ۔

اوساکا پہنچے تو ہماری پہلی سیٹ پر جو جوڑا تشریف فرما تھا وہ بھی ہمارے ساتھ ہی اترا۔ ہم سب وے میں سوار ہوئے تو وہ بھی ہمارے ساتھ رہے۔ قریب کے سٹیشن پر اترے تو وہ پیچھے پیچھے —— گھر کی طرف چلے تو پھر وہ برابر موجود —— اپنے گھر میں داخل ہوئے تو مڑ کر دیکھا کہ کہیں وہ ہمارے گھر میں بھی تو نہیں آگھسیں گے۔ مگر وہ تیسرے مکان میں

داخل ہو رہے تھے۔ حد ہو گئی ہم تو تین ماہ سے یہاں رہتے ہیں ابھی تک ان سے شناسائی نہیں ہوئی۔ پھر یہ سوچ کر تسلی ہو گئی لوگ برسوں ایک ہی محلہ میں دیوار بہ دیوار رہتے ہیں مگر ایک دوسرے کو نہیں جانتے اور ہمیں تو صرف تین مہینے ہی ہوئے ہیں۔ اور پھر ہمارے دوسرے ہمسائے پروفیسر چین ہی تو ہیں۔ جو ہمارے ہی مکان کے اوپر رہتے ہیں ان سے بھی تو ہماری ابھی تک صرف دو مرتبہ ملاقات ہوئی ہے۔ تین مہینے میں دو مرتبہ ——— یہ نہیں کہ ہمارے تعلقات کشیدہ ہیں بات صرف یہ ہے کہ جب ہم یونیورسٹی ہوتے ہیں وہ گھر پر ہوتے ہیں اور جب ہم گھر پر ہوتے ہیں تو وہ یونیورسٹی ہوتے ہیں۔ میاں بیوی دو نفر تو ہیں۔ بوڑھے اور بزرگ۔ اولاد بڑی اور صاحب اولاد ہے۔ ان سے علیحدہ رہتی ہے۔ عرصہ بیس سال سے یہاں مقیم ہیں لیکن ان کی بیگم کو چینی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں آتی۔

(باقی آئندہ)

○

افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ برادر محترم شیخ اثمار احمد نائب قائد ضلع لاہور کے والد محترم شیخ امیر احمد (ولد ڈاکٹر محمد شفیع صاحب) ۹ اور ۱۰ مئی کی درمیانی شب دل کے شدید دورہ کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

ہم اس صدمہ پر برادر محترم شیخ اثمار احمد اور آپ کے دیگر اعزّہ سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

——— (ادارہ)

○

---

خدام کے مرکزی سالانہ امتحانات ۱۴ر اور ۲۶ر جون اور اطفال کے ۲۸ر مئی کو منعقد ہوں گے۔ احباب مطلع رہیں۔ (مہتمم تعلیم)

## مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے

### سالانہ اجتماع (منعقدہ ۱۸ اپریل) اور تربیتی کلاس (منعقدہ ۱۶ تا ۲۹ اپریل) میں

# مجالس اور خدام کی نمائندگی کا ضلعوار گوشوارہ

| نمبر | نام ضلع | نمائندگی اجتماع: مجالس | نمائندگی اجتماع: خدام | نمائندگی تربیتی کلاس: مجالس | نمائندگی تربیتی کلاس: خدام |
|---|---|---|---|---|---|
| (۱) | پشاور | ۶ | ۳۷ | ۵ | ۱۰ |
| (۲) | مردان | - | - | - | - |
| (۳) | ہزارہ | ۴ | ۹ | ۳ | ۷ |
| (۴) | ڈیرہ اسمٰعیل خان | - | - | - | - |
| (۵) | بنوں | - | - | - | - |
| (۶) | کوہاٹ | - | - | - | - |
| (۷) | راولپنڈی | ۶ | ۶۱ | ۶ | ۱۲ |
| (۸) | جہلم | ۱۰ | ۱۳ | ۵ | ۵ |
| (۹) | کیمبلپور | - | - | - | - |
| (۱۰) | گجرات | ۲۲ | ۴۱ | ۱۱ | ۱۴ |
| (۱۱) | سرگودھا | ۶۰ | ۱۷۲ | ۵۱ | ۶۹ |
| (۱۲) | جھنگ* | ۲۱ | ۱۶۶ | ۱۹ | ۳۵ |
| (۱۳) | میانوالی | ۶ | ۱۴ | ۳ | ۳ |
| (۱۴) | لائلپور | ۵۹ | ۳۲۲ | ۳۵ | ۵۹ |
| (۱۵) | لاہور ۴ | ۳۰ | ۵۱۴ | ۳۰ | ۵۰ |
| (۱۶) | سیالکوٹ | ۵۷ | ۲۲۶ | ۲۵ | ۴۳ |
| (۱۷) | گوجرانوالہ | ۲۳ | ۸۱ | ۲۰ | ۳۰ |
| (۱۸) | شیخوپورہ | ۵۱ | ۱۹۷ | ۲۳ | ۳۳ |
| (۱۹) | ملتان | ۱۵ | ۳۹ | ۸ | ۱۳ |
| (۲۰) | ساہیوال | ۱۶ | ۳۱ | ۷ | ۸ |
| (۲۱) | مظفرگڑھ | ۹ | ۱۶ | ۶ | ۸ |
| (۲۲) | ڈیرہ غازی خان | ۵ | ۱۱ | ۳ | ۶ |
| (۲۳) | بہاولپور | ۱۰ | ۳۰ | ۸ | ۹ |
| (۲۴) | بہاولنگر | ۱۲ | ۱۶ | ۶ | ۹ |
| (۲۵) | رحیم یار خان | ۳ | ۳ | ۲ | ۲ |
| (۲۶) | سکھر | ۲ | ۲ | ۱ | ۱ |
| (۲۷) | جیکب آباد | ۱ | ۱ | ۱ | ۱ |
| (۲۸) | لاڑکانہ | ۲ | ۳ | ۲ | ۲ |
| (۲۹) | دادو | - | - | - | - |
| (۳۰) | خیرپور | ۳ | ۴ | ۴ | ۴ |

*: دو جگہ مجلس نہیں ہے ۔ ۴ ایک جگہ مجلس نہیں ہے

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| (۳۱) | نواب شاہ | ۱۰ | ۱۳ | ۱۱ | ۱۱ | (۳۷) | کوئٹہ | ۱ | ۱۲ | ۱ | ۳ |
| (۳۲) | حیدرآباد | ۷ | ۹ | ۵ | ۵ | (۳۸) | کوٹلی و میرپور آزاد کشمیر | ۶ | ۸ | ۵ | ۶ |
| (۳۳) | بدین | ۳ | ۴ | ۳ | ۳ | (۳۹) | مظفر آباد | - | - | - | - |
| (۳۴) | تھرپارکر | ۱۶ | ۲۶ | ۱۴ | ۱۶ | (۴۰) | ربوہ | ۱ | ۱۸۵۰ | ۱ | ۶۱ |
| (۳۵) | سانگھڑ | ۲ | ۲ | ۲ | ۲ | | | | | | |
| (۳۶) | کراچی | ۸ | ۴۵ | ۸ | ۲۰ | | میزان | ۴۸۷ | ۴۰۰۸ | ۳۴۴ | ۵۶۰ |

# مرکزی سالانہ اجتماع و تربیتی کلاس میں خدام کی نمائندگی کا مجلس وار گوشوارہ

| نمبر شمار | نام مجلس | اجتماع میں تعداد | کلاس میں تعداد | نمبر شمار | نام مجلس | اجتماع میں تعداد | کلاس میں تعداد | نمبر شمار | نام مجلس | اجتماع میں تعداد | کلاس میں تعداد |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ضلع پشاور | | | ۱۰ | بالاکوٹ | ۱ | ۱ | ۲۱ | منگلا ڈیم | ۱ | - |
| ۱ | پشاور | ۲۸ | ۶ | | ضلع راولپنڈی | | | ۲۲ | چپ بورڈ | ۱ | - |
| ۲ | نوشہرہ کینٹ | ۲ | ۱ | ۱۱ | مسجد نور | ۲۳ | ۴ | ۲۳ | کھیوٹ | ۲ | - |
| ۳ | پبی | ۲ | ۱ | ۱۲ | مری | ۱ | ۱ | ۲۴ | دوالمیال | ۱ | ۱ |
| ۴ | رسالپور کینٹ | ۳ | - | ۱۳ | واہ کینٹ | ۵ | ۴ | ۲۵ | کالا گجراں | ۱ | ۱ |
| ۵ | اچینی پایاں | ۱ | ۱ | ۱۴ | اسلام آباد | ۱۴ | - | ۲۶ | ونڈدت | ۱ | ۱ |
| ۶ | تربیل | ۱ | ۱ | ۱۵ | ٹیکسلا | ۴ | ۱ | ۲۷ | محمود آباد | ۱ | - |
| | ضلع مردان | - | - | ۱۶ | راولپنڈی صدر | ۱۴ | ۴ | | ضلع گجرات | | |
| ۔ | ڈیرہ اسمٰعیل خان | - | - | ۱۷ | گوجر خان | - | ۱ | ۲۸ | گجرات | ۴ | ۱ |
| ۔ | بنوں و کوہاٹ | - | - | | ضلع کیمبلپور | - | - | ۲۹ | کھاریاں | ۶ | ۱ |
| ۔ | ہزارہ | | | ۔ | جہلم | | | ۳۰ | سعد اللہ پور | ۱ | ۱ |
| ۷ | داتہ | ۶ | ۵ | ۱۸ | جہلم | ۱ | ۱ | ۳۱ | گکرانی | ۱ | - |
| ۸ | حویلیاں | ۱ | - | ۱۹ | چکوال | ۳ | ۱ | ۳۲ | لنگے | ۱ | - |
| ۹ | ایبٹ آباد | ۱ | ۱ | ۲۰ | پنڈ دادن خان | ۱ | - | ۳۳ | شادیوال | ۲ | ۱ |

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۴ | دھیر کے کلاں | ۲ | ۱ | ۵۸ | ۱۷ جنوبی | ۱ | ۱ | ۸۳ | بستی مسلم شیخان | ۱ | — |
| ۳۵ | پنڈ دانوالہ | ۱ | — | ۵۹ | چک ۹ پنیار | ۱۴ | ۴ | ۸۴ | چاہ سردار والا | ۱ | — |
| ۳۶ | تہال | ۱ | ۲ | ۶۰ | خوشاب | ۶ | ۱ | ۸۵ | ڈھول بالا | ۱ | ۱ |
| ۳۷ | کنجاہ | ۴ | — | ۶۱ | گھوگھیاٹ | ۲ | ۱ | ۸۶ | بھلوال | ۱ | ۱ |
| ۳۸ | بنگلہ نمبر ۱۸ | ۱ | — | ۶۲ | ۹۸ شمالی | ۶ | ۱ | ۸۷ | ۱۳۰ شمالی | ۱ | — |
| ۳۹ | منڈی بہاؤالدین | ۵ | ۱ | ۶۳ | ۳۷ جنوبی | ۲ | ۱ | ۸۸ | پیلو وینس | ۱ | — |
| ۴۰ | کوٹلی افغاناں | ۱ | — | ۶۴ | کوٹ مومن | ۱ | ۱ | ۸۹ | ۱۲۴ جنوبی | ۱ | ۱ |
| ۴۱ | گولیکی | ۱ | — | ۶۵ | میاں امیر علی وڑک | ۲ | ۴ | ۹۰ | ۱۵۲ شمالی | ۲ | ۱ |
| ۴۲ | بھابیسر | ۱ | ۱ | ۶۶ | اودھمہ | ۴ | ۲ | ۹۱ | ۳۲ جنوبی | ۲ | ۱ |
| ۴۳ | ڈنگہ | ۱ | — | ۶۷ | روڈہ | ۱ | — | ۹۲ | ساہیوال | ۱ | ۱ |
| ۴۴ | کھوکھر غربی | ۳ | ۳ | ۶۸ | ۷۹ شمالی | ۲ | ۱ | ۹۳ | رکھ چراگاہ بھیرہ | ۲ | ۱ |
| ۴۵ | نصیرہ | ۱ | ۱ | ۶۹ | ۸۷ " | ۵ | ۱ | ۹۴ | میانی | ۱ | ۱ |
| ۴۶ | چک ۲۶ احمد آباد | ۱ | ۱ | ۷۰ | ۸۱ جنوبی | ۱ | ۱ | ۹۵ | چھتی تاجربیاں | ۱ | ۱ |
| ۴۷ | رسول | ۱ | — | ۷۱ | D.B. ۳۹ | ۲ | ۱ | ۹۶ | چاہ تن خان والا | ۱ | ۱ |
| ۴۸ | مونگ | ۱ | — | ۷۲ | ۳۴ جنوبی | ۲ | ۱ | ۹۷ | احمد آباد جنوبی | ۲ | — |
| ۴۹ | سرائے عالمگیر | ۱ | — | ۷۳ | چک ایم پی | ۱ | ۱ | ۹۸ | ثمر آباد مجوکہ | ۳ | ۱ |
| | ضلع سرگودھا | | | ۷۴ | چک ۲۰ T.D.A | ۲ | ۱ | ۹۹ | دودہ | ۲ | ۲ |
| ۵۰ | سرگودھا شہر | ۱۴ | ۳ | ۷۵ | چک ۲۸ ششکا | ۴ | ۱ | ۱۰۰ | سوہاگا | ۲ | ۱ |
| ۵۱ | بھیرہ | ۱ | ۱ | ۷۶ | چک ۹۴ جنوبی | ۱ | ۱ | ۱۰۱ | سلانوالی | ۲ | ۱ |
| ۵۲ | چک ۳۳ جنوبی | ۶ | ۲ | ۷۷ | ٹھٹھہ جوئیہ | ۵ | ۱ | ۱۰۲ | جوہر آباد | ۲ | — |
| ۵۳ | " ۹۹ شمالی | ۱۱ | ۲ | ۷۸ | ۸۰ شمالی | ۹ | ۱ | ۱۰۳ | ۳۰ جنوبی | ۱ | — |
| ۵۴ | " ۷۸ جنوبی | ۵ | ۲ | ۷۹ | بھابڑہ | ۱ | ۱ | ۱۰۴ | ۳۵ " | ۱ | ۱/ |
| ۵۵ | تخت ہزارہ | ۳ | ۱ | ۸۰ | سرگودھا کینٹ | ۹ | ۱ | ۱۰۵ | ٹلہ بالی | ۱ | ۱ |
| ۵۶ | ۴۰ جنوبی | ۳ | ۱ | ۸۱ | بچیکہ | ۱ | ۱ | ۱۰۶ | ۴۶ شمالی | ۱ | ۲ |
| ۵۷ | ۳۸ " | ۱ | ۳ | ۸۲ | ۳۵ شمالی | ۳ | ۱ | ۱۰۷ | ۶۲ جنوبی | ۱ | ۱ |

| نمبر | نام | | |
|---|---|---|---|
| ۱۰۸ | ہلال پور | ۱ | ۱ |
| ۱۰۹ | ۱۱۶ جنوبی | ۱ | ۱ |
| ۱۱۰ | ۸۶ جنوبی | - | ۱ |
| | **ضلع جھنگ** | | |
| ۱۱۱ | جھنگ شہر | ۵ | ۲ |
| ۱۱۲ | جھنگ صدر | ۴۰ | ۶ |
| ۱۱۳ | چنیوٹ | ۵ | ۲ |
| ۱۱۴ | لگی نو | ۱ | ۱ |
| ۱۱۵ | شورکوٹ شہر | ۲ | ۲ |
| ۱۱۶ | احمد نگر | ۸۰ | ۷ |
| ۱۱۷ | چک ۹۴ خ ب | ۱ | ۱ |
| ۱۱۸ | بھیلی بھٹیاں | ۱ | ۱ |
| ۱۱۹ | بھٹی | ۱۸ | ۱ |
| ۱۲۰ | ٹھٹھہ شیرکا | ۱ | ۱ |
| ۱۲۱ | چک ۵/۳۔ل | ۱ | ۱ |
| ۱۲۲ | ل سپرا (مجلس تمہیدی) | ۱ | - |
| ۱۲۳ | سمند " | ۱ | - |
| ۱۲۴ | پکا شیوانہ | ۱ | ۱ |
| ۱۲۵ | لالیاں | ۲ | ۲ |
| ۱۲۶ | گھوڑی والا | ۱ | ۱ |
| ۱۲۷ | چاہ لڈیانہ | ۱ | ۲ |
| ۱۲۸ | چاہ کوروالا | ۱ | ۱ |
| ۱۲۹ | پیرو | ۱ | ۱ |
| ۱۳۰ | عنایت پور بھٹیاں | ۱ | ۱ |
| ۱۳۱ | شورکوٹ روڈ | ۱ | ۱ |

| نمبر | نام | | |
|---|---|---|---|
| | **ضلع میانوالی** | | |
| ۱۳۲ | میانوالی | ۳ | - |
| ۱۳۳ | بھکر | ۴ | - |
| ۱۳۴ | داؤد خیل | ۲ | ۱ |
| ۱۳۵ | چک ۵۰/M.L | ۲ | ۱ |
| ۱۳۶ | " ۶۱/M.L | ۲ | - |
| ۱۳۷ | " ۷۰/M.L | ۱ | ۱ |
| | **ضلع لائلپور** | | |
| ۱۳۸ | لائلپور | ۱۴۳ | ۵ |
| ۱۳۹ | گوکھووال | ۱ | ۱ |
| ۱۴۰ | ۵۵ گ ب | ۱ | - |
| ۱۴۱ | ۵۶۵ گ ب | ۱۵ | ۴ |
| ۱۴۲ | ۳۳۴ ج ب | ۲ | - |
| ۱۴۳ | ۸۸ ج ب | ۱ | - |
| ۱۴۴ | جڑانوالہ | ۱ | ۱ |
| ۱۴۵ | ۸۹ ج ب رتی | ۲ | ۱ |
| ۱۴۶ | ۴۸ ج ب سمہ شیرپور | ۴ | ۱ |
| ۱۴۷ | ۹۶ گ ب مربیع | ۳۰ | ۶ |
| ۱۴۸ | ۵۵۹ گ ب | ۱ | - |
| ۱۴۹ | ۲۷ ج ب کماں | ۱ | - |
| ۱۵۰ | سمندری | ۲ | ۱ |
| ۱۵۱ | ۲۷۶ ر ب گھوکھووال | ۲ | ۱ |
| ۱۵۲ | ۲۱۹ ر ب گنڈا سنگھ | ۱۶ | ۱ |
| ۱۵۳ | ۴۶۶ گ ب ٹھٹھہ کالو | ۳ | ۱ |
| ۱۵۴ | ۴۹ ر ب گھسیٹ پورہ | ۳ | ۶ |

| نمبر | نام | | |
|---|---|---|---|
| ۱۵۵ | ۲۰۹ لدھی ننگل | ۱ | ۱ |
| ۱۵۶ | ۴۹۵ گ ب | ۲ | - |
| ۱۵۷ | ماموں کانجن | ۱ | ۱ |
| ۱۵۸ | کھرڑیانوالہ | ۱ | - |
| ۱۵۹ | ۶۱ بیریانوالہ | ۱ | - |
| ۱۶۰ | ۸۱ گ ب | ۲ | - |
| ۱۶۱ | ۶۱ دھرور | ۴ | - |
| ۱۶۲ | ۹۶ ج ب پکا انا | ۴ | - |
| ۱۶۳ | ۱۰۹ ر ب مسعود آباد | ۴ | ۱ |
| ۱۶۴ | ۷۰ ر ب کیم سنگھ والا | ۵ | - |
| ۱۶۵ | ۳۶ ج ب کماں | ۱ | - |
| ۱۶۶ | ۲۳۰ ر ب | ۱ | - |
| ۱۶۷ | پیر محل | ۴ | ۲ |
| ۱۶۸ | ۵۶۳ گ ب | ۱۰ | ۱ |
| ۱۶۹ | ۱۰۸ چہوری والا | ۱ | ۱ |
| ۱۷۰ | ۱۰۰ ر ب رڈکا | ۱ | - |
| ۱۷۱ | ۶۰ ج ب شہبازپور | ۲ | ۱ |
| ۱۷۲ | ۴۴۶ گ ب | ۶ | ۱ |
| ۱۷۳ | ۱۷۴ ج ب | ۱ | - |
| ۱۷۴ | ۲۱۰ گ ب | ۳ | ۲ |
| ۱۷۵ | ۱۲۰ ج ب بادا | ۱ | ۱ |
| ۱۷۶ | ۳۰۰ ج ب | ۱ | - |
| ۱۷۷ | ۶۲ گ ب | ۱ | - |
| ۱۷۸ | ۱۳۲ گ ب | ۱ | - |
| ۱۷۹ | ۱۲۶ کھیوہ | ۱ | - |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۸۰ | ۴۳۵ گ ب | ۱ | - |
| ۱۸۱ | گوجرہ | ۱ | ۴ |
| ۱۸۲ | ۳۰ ج ب | ۱ | - |
| ۱۸۳ | لاٹھیانوالہ | ۳ | ۳ |
| ۱۸۴ | ۳۱۲ ج ب کھتووالی | ۲ | - |
| ۱۸۵ | ۲۰۳ ر ب، مانانوالہ | ۱ | - |
| ۱۸۶ | چک ۱۴۴ | ۱ | - |
| ۱۸۷ | „ ۵ گ ب | ۱ | - |
| ۱۸۸ | „ ۵۲۵ گ ب | ۱ | - |
| ۱۸۹ | قادرآباد | ۲ | ۲ |
| ۱۹۰ | ۵۲ گ ب | ۱ | ۱ |
| ۱۹۱ | ۴۵۷ گ ب | ۱ | ۱ |
| ۱۹۲ | ۵۲۸ گ ب | ۱ | ۱ |
| ۱۹۳ | چک ۵۶ گ ب | ۱ | - |
| ۱۹۴ | ۳۳۲ ج ب | ۱ | - |
| ۱۹۵ | ۵۸/۳ ٹھکرا | ۱ | ۱ |
| ۱۹۶ | تاندلیانوالہ | ۱ | ۱ |
| ۱۹۷ | ۷۶ گ ب | - | ۲ |
| ۱۹۸ | ۲۷۸ گ ب | - | ۱ |
| ۱۹۹ | ۲۶۱ ر ب | - | ۱ |
| ۲۰۰ | ۲۰۸ گ ب | - | ۱ |
| ۲۰۱ | کمالیہ | - | ۱ |
| | **ضلع لاہور** | | |
| ۲۰۲ | دارالذکر | ۶۱ | ۲ |
| ۲۰۳ | دہلی دروازہ | ۷۵ | ۲ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۲۰۴ | اسلامیہ پارک | ۸۰ | ۰۲ |
| ۲۰۵ | شاہدرہ فیکٹری ایریا | ۹۴ | ۱ |
| ۲۰۶ | ماڈل ٹاؤن | ۱۰۵ | ۶ |
| ۲۰۷ | باٹاپور | ۱ | ۱ |
| ۲۰۸ | رائے ونڈ | ۲ | ۱ |
| ۲۰۹ | قصور | ۵ | ۲ |
| ۲۱۰ | پتوکی | ۶ | ۴ |
| ۲۱۱ | ہڈیارہ | ۳ | ۱ |
| ۲۱۲ | شیخوپورہ | ۵۲ | ۴ |
| ۲۱۳ | کماسی | ۴ | ۲ |
| ۲۱۴ | شمس آباد | ۱ | ۱ |
| ۲۱۵ | سانگرہ | ۱ | ۱ |
| ۲۱۶ | آصل گورو کے | ۲ | ۲ |
| ۲۱۷ | جاہمن | ۱ | ۱ |
| ۲۱۸ | دھوپ سڑی | ۲ | ۲ |
| ۲۱۹ | لدھیکے نیویں | ۱ | ۱ |
| ۲۲۰ | ٹہنڈو گوجر | ۱ | ۱ |
| ۲۲۱ | بھلیر | ۱ | ۱ |
| ۲۲۲ | اڈہ چھبیل | ۱ | ۱ |
| ۲۲۳ | رکھ شیخ کوٹ | ۱ | ۱ |
| ۲۲۴ | کھریپڑ | ۱ | ۱ |
| ۲۲۵ | جوڑہ | ۱ | ۱ |
| ۲۲۶ | شاہدرہ ٹاؤن | ۵ | ۱ |
| ۲۲۷ | للیانی | ۲ | ۳ |
| ۲۲۸ | پدھی | ۱ | ۱ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۲۲۹ | چہوڑیاں | ۲ | ۲ |
| ۲۳۰ | ستوکی | ۱ | ۱ |
| ۲۳۱ | بھائی پھیرو* | ۱ | ۱ |
| | **ضلع سیالکوٹ** | | |
| ۲۳۲ | سیالکوٹ | ۴۲ | ۵ |
| ۲۳۳ | ڈسکہ | ۲۲ | ۲ |
| ۲۳۴ | نارووال | ۲ | - |
| ۲۳۵ | کوٹ کرم بخش | ۵ | ۴ |
| ۲۳۶ | دانہ زید کا | ۱۰ | ۳ |
| ۲۳۷ | گھٹیالیاں کلاں | ۶ | ۲ |
| ۲۳۸ | بدوملہی | ۲ | ۱ |
| ۲۳۹ | کلاسوالہ | ۱ | - |
| ۲۴۰ | قلعہ صوبہ سنگھ | ۱۰ | ۳ |
| ۲۴۱ | چنڈ کے منگولے | ۶ | - |
| ۲۴۲ | ملیانوالہ | ۳ | ۱ |
| ۲۴۳ | کنجروڑ | ۱ | - |
| ۲۴۴ | میادی نانوں | ۳ | - |
| ۲۴۵ | مالو کے بھگت | ۶ | - |
| ۲۴۶ | کوٹ آغا | ۱ | - |
| ۲۴۷ | موسی والا | ۳ | - |
| ۲۴۸ | گھٹو کے ججہ | ۶ | ۱ |
| ۲۴۹ | کھیوہ باجوہ | ۳ | ۱ |
| ۲۵۰ | ڈیریانوالہ | ۵ | ۱ |
| ۲۵۱ | سمبڑیال | ۲ | ۲ |
| ۲۵۲ | چوہڑ منڈا | ۱ | - |

* یہاں مجلس نہیں ہے

| نمبر | نام | | | نمبر | نام | | | نمبر | نام | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۵۳ | کوٹ ڈھگی | ۱ | - | ۲۷۸ | دھر کرم سنگھ | ۱ | ۱ | ۳۰۲ | پھیلوکی | ۱ | ۱ |
| ۲۵۴ | کھرپیہ | ۲ | - | ۲۷۹ | ترسکہ میاں | ۱ | ۱ | ۳۰۳ | گکھڑ منڈی | ۱ | ۱ |
| ۲۵۵ | داتے پور | ۱ | - | ۲۸۰ | اونچا پہاڑنگ | ۱ | ۱ | ۳۰۴ | پریم کوٹ | ۱ | ۱ |
| ۲۵۶ | میانوالی مانانوالی | ۵ | - | ۲۸۱ | پراڈکے | ۳ | ۳ | ۳۰۵ | شرقی سکھیکی منڈی | ۲ | ۲ |
| ۲۵۷ | گکھیڑیاں خورد | ۴ | - | ۲۸۲ | میانوالی سندھواں | ۱ | ۱ | ۳۰۶ | چک پٹھان | ۱ | - |
| ۲۵۸ | ساہو والا | ۱ | - | ۲۸۳ | بہادر پورہ | ۱ | ۱ | ۳۰۷ | آنسلے والی | ۱ | ۱ |
| ۲۵۹ | بھروکے کلاں | ۱ | - | ۲۸۴ | گھوئینکے | ۱ | - | ۳۰۸ | علی پور چٹھہ | ۱ | - |
| ۲۶۰ | ڈھدو لبرا | ۱ | - | ۲۸۵ | بن باجوہ | ۱ | ۱ | ۳۰۹ | کوٹ مرزا جان | ۱ | ۱ |
| ۲۶۱ | بہلول پور | ۱ | - | ۲۸۶ | بھوڑی ملیاں | ۱ | ۱ | ۳۱۰ | مانگٹ اونچے | ۵ | ۲ |
| ۲۶۲ | بکھو بھٹی | ۱ | - | ۲۸۷ | سلیم پور | ۱ | - | ۳۱۱ | فاضل کالی صوبہ | ۱ | ۱ |
| ۲۶۳ | چونڈہ | ۶ | ۳ | | **ضلع گوجرانوالہ** | | | | **ضلع شیخوپورہ** | | |
| ۲۶۴ | مانگا | ۱ | - | ۲۸۸ | گوجرانوالہ | ۲۲ | ۴ | ۳۱۲ | شیخوپورہ شہر | ۳۷ | ۳ |
| ۲۶۵ | بھاگووال | ۱ | - | ۲۸۹ | ترگڑی | ۹ | ۱ | ۳۱۳ | چک نمبر ۱۸ بہوڑو | ۸ | ۱ |
| ۲۶۶ | پیرو چک | ۴ | ۱ | ۲۹۰ | موہلن کے | ۱ | ۱ | ۳۱۴ | ننکانہ صاحب | ۶ | ۱ |
| ۲۶۷ | ظفروال | ۲ | - | ۲۹۱ | حافظ آباد | ۹ | ۲ | ۳۱۵ | سانگلہ ہل | ۱۵ | ۳ |
| ۲۶۸ | معراجکے | ۳ | - | ۲۹۲ | وزیر آباد | ۷ | ۱ | ۳۱۶ | چوہڑکانہ منڈی | ۱۰ | ۳ |
| ۲۶۹ | کوٹلی گل محمد | ۱ | - | ۲۹۳ | تونڈی راہوالی | ۴ | ۳ | ۳۱۷ | چک نمبر ۳۱ دھاروالی | ۷ | - |
| ۲۷۰ | بھڈال | ۷ | ۱ | ۲۹۴ | فیروز والا | ۱ | ۲ | ۳۱۸ | چک ۱۶۹ گرمولہ | ۴ | - |
| ۲۷۱ | ڈفر پور کھرولیاں | ۱ | - | ۲۹۵ | ڈاہرانوالی | ۲ | - | ۳۱۹ | کرتو | ۱ | - |
| ۲۷۲ | مہدی پور کمبوانوالی | ۱ | - | ۲۹۶ | چک چٹھہ | ۲ | ۱ | ۳۲۰ | نواں کوٹ | ۳ | ۱ |
| ۲۷۳ | جانکے چیمہ | ۱ | - | ۲۹۷ | پیر کوٹ ثانی | ۱ | ۱ | ۳۲۱ | کوٹ سوندھا | ۴ | ۱ |
| ۲۷۴ | بستی افغاناں | ۲ | - | ۲۹۸ | قیام پور ورکاں | ۲ | ۱ | ۳۲۲ | پکھی آنا | ۲ | ۱ |
| ۲۷۵ | سیالکوٹ چھاؤنی | ۱ | - | ۲۹۹ | گرمولہ ورکاں | ۳ | ۲ | ۳۲۳ | کلیساں | ۳ | - |
| ۲۷۶ | پسرور | ۱ | ۱ | ۳۰۰ | لوپیری والا | ۱ | - | ۳۲۴ | چک نمبر ۵ رتیاں | ۲ | - |
| ۲۷۷ | بنڈی بھاگو | ۳ | ۴ | ۳۰۱ | چھنی جاناں | ۱ | ۱ | ۳۲۵ | آنبہ | ۸ | - |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۲۶ | گجر | ۱ | - |
| ۳۲۷ | کوٹلی چھبوہ | ۱ | - |
| ۳۲۸ | کوٹ رحمت خان | ۱ | - |
| ۳۲۹ | ۴۵ مرڑ | ۹ | ۳ |
| ۳۳۰ | بیدا دپور | ۳ | - |
| ۳۳۱ | سیکھیانی خورد | ۱ | - |
| ۳۳۲ | ڈیرہ مان سنگھ | ۱ | ۱ |
| ۳۳۳ | سید والا | ۲ | ۱ |
| ۳۳۴ | جھنگڑ حاکم والا | ۴ | ۲ |
| ۳۳۵ | مریدکے | ۱۳ | ۱ |
| ۳۳۶ | داربرٹن کرم پورہ | ۲ | - |
| ۳۳۷ | جوڑا سکھر | ۳ | - |
| ۳۳۸ | شاہ کوٹ | ۱ | ۱ |
| ۳۳۹ | نارنگ منڈی | ۲ | ۱ |
| ۳۴۰ | کچھلی ورک | ۲ | - |
| ۳۴۱ | چک ۲۲/۷۵ | ۳ | - |
| ۳۴۲ | زنگو ننگل | ۱ | - |
| ۳۴۳ | باڑیانوالہ | ۱ | - |
| ۳۴۴ | کالیہ | ۱ | - |
| ۳۴۵ | ھگوان پورہ گ ب | ۱ | - |
| ۳۴۶ | کیلے | ۱ | ۱ |
| ۳۴۷ | مانانوالہ | ۵ | - |
| ۳۴۸ | ڈیرہ داد پوترے | ۲ | - |
| ۳۴۹ | چک ۴ ب ساہوالہ | ۲ | ۱ |
| ۳۵۰ | کوٹ عبدالمالک | ۲ | - |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۵۱ | بلوڑکے | ۱ | - |
| ۳۵۲ | سچا سودا | ۱ | - |
| ۳۵۳ | چک ۳۷ رب | ۱ | - |
| ۳۵۴ | مڑھ بلوچاں | ۲ | ۱ |
| ۳۵۵ | بھینی شرقپور | ۱ | ۱ |
| ۳۵۶ | چک ۵۲/۳ | ۲ | - |
| ۳۵۷ | بھہری پور | ۱ | - |
| ۳۵۸ | بھوئیوال | ۱ | - |
| ۳۵۹ | کھریا | ۱ | - |
| ۳۶۰ | چک ۱۷ چھبور | ۱ | ۲ |
| ۳۶۱ | غازی اندرون | ۱ | ۱ |
| ۳۶۲ | شرقپور خورد | ۱ | - |
| | **ضلع ملتان** | | |
| ۳۶۳ | ملتان شہر و چھاؤنی | ۱۴ | ۴ |
| ۳۶۴ | لودھراں | ۲ | ۱ |
| ۳۶۵ | دنیاپور | ۲ | ۱ |
| ۳۶۶ | ۵/۳۳ E.B. | ۳ | - |
| ۳۶۷ | چاہ احمدی والا | ۱ | - |
| ۳۶۸ | وہاڑی منڈی | ۶ | ۱ |
| ۳۶۹ | چک ۴۴۳/W.B | ۲ | - |
| ۳۷۰ | " ۴۹۱/E.B | ۱ | - |
| ۳۷۱ | کھاد فیکٹری ملتان | ۲ | - |
| ۳۷۲ | پیراں غائب | ۱ | ۱ |
| ۳۷۳ | کبیروالا | ۱ | ۱ |
| ۳۷۴ | W.B. ۲۳ | ۱ | ۱ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۷۵ | ۵۱/15-L | ۱ | - |
| ۳۷۶ | چاہ مہندی رتہ | ۱ | ۳ |
| ۳۷۷ | کریٹے والا | ۱ | - |
| | **ضلع ساہیوال** | | |
| ۳۷۸ | ساہیوال شہر | ۶ | ۱ |
| ۳۷۹ | اوکاڑہ | ۷ | ۲ |
| ۳۸۰ | اوکاڑہ چھاؤنی | ۱ | ۱ |
| ۳۸۱ | چک ۲۲۵/E.B | ۱ | - |
| ۳۸۲ | چک ۶/11-L | ۲ | - |
| ۳۸۳ | " ۳۰/11-L | ۲ | - |
| ۳۸۴ | " ۱۳۷/9-L | ۱ | - |
| ۳۸۵ | چیچہ وطنی | ۱ | - |
| ۳۸۶ | قبولہ | ۱ | - |
| ۳۸۷ | چک ۲۸۵/E.B | ۲ | - |
| ۳۸۸ | گگو منڈی | ۱ | - |
| ۳۸۹ | میرک | ۱ | ۲ |
| ۳۹۰ | چک ۴۰/3-R | ۱ | - |
| ۳۹۱ | ہدر گوگیرو | ۲ | - |
| ۳۹۲ | ۵۵/2-L | ۱ | ۱ |
| ۳۹۳ | دیپالپور | ۱ | - |
| ۳۹۴ | چک ۱۱۶/12-L | - | ۱ |
| | **ضلع مظفر گڑھ** | | |
| ۳۹۵ | مظفر گڑھ | ۴ | ۱ |
| ۳۹۶ | لیہ | ۳ | - |
| ۳۹۷ | T.D.A. ۳۶۸ | ۱ | - |

| نمبر | مقام | | | نمبر | مقام | | | نمبر | مقام | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۹۸ | علی پور گھوٹانی | ۲ | ۲ | ۴۲۰ | چک ۳۲۴ H.R | ۱ | ۱ | | ضلع لاڑکانہ | | |
| ۳۹۹ | شہر سلطان | ۱ | ۱ | ۴۲۱ | چشتیاں | ۱ | — | ۴۴۱ | انور آباد | ۲ | ۱ |
| ۴۰۰ | T.D.A. ۹۳ | ۱ | ۱ | ۴۲۲ | چک ۶ F.W | ۱ | — | ۴۴۲ | صالح آباد | ۱ | ۱ |
| ۴۰۱ | T.D.A ۲۲۷ | ۱ | ۱ | ۴۲۳ | ہارون آباد | ۲ | — | | ضلع نواب شاہ | | |
| ۴۰۲ | جتوئی | ۲ | ۲ | ۴۲۴ | چک ۲۹ C.R | ۱ | — | ۴۴۳ | نواب شاہ | ۱ | ۱ |
| ۴۰۳ | T.D.A. ۱۷۲ | ۱ | — | ۴۲۵ | " ۱۸۱ مراد | ۱ | ۱ | ۴۴۴ | باندھی | ۲ | ۱ |
| | ضلع ڈیرہ غازی خان | | | ۴۲۶ | " ۱۶۸ مراد | ۱ | ۱ | ۴۴۵ | چک ۲۱ دودھ | ۲ | ۱ |
| ۴۰۴ | ڈیرہ غازی خان | ۷ | ۴ | ۴۲۷ | " ۱۶۶ C.R | ۲ | ۲ | ۴۴۶ | دوڑ | ۱ | — |
| ۴۰۵ | راجن پور | ۱ | — | ۴۲۸ | " ۱۶۹ مراد | ۱ | ۱ | ۴۴۷ | گوٹھ بشیر احمد | ۱ | ۱ |
| ۴۰۶ | داجل | ۱ | ۱ | ۴۲۹ | بستی نور پور | ۱ | — | ۴۴۸ | رحمن آباد | ۲ | ۱ |
| ۴۰۷ | کوٹ قیصرانی | ۱ | ۱ | ۴۳۰ | فورٹ عباس | ۱ | — | ۴۴۹ | کنڈیارو | ۱ | — |
| ۴۰۸ | بشیر آباد | ۱ | — | | ضلع رحیم یار خان | | | ۴۵۰ | قمر آباد | ۱ | ۱ |
| | ضلع بہاولپور | | | ۴۳۱ | رحیم یار خان | ۱ | ۱ | ۴۵۱ | گوٹھ عطا محمد | ۱ | ۱ |
| ۴۰۹ | بہاولپور | ۴ | ۲ | ۴۳۲ | ڈھنڈی | ۱ | ۱ | ۴۵۲ | گوٹھ مولا بخش | ۱ | ۱ |
| ۴۱۰ | چک ۸۵ فتح | ۴ | ۱ | ۴۳۳ | ۱۲۳ فردوسہ | ۱ | — | ۴۵۳ | قاضی احمد | — | ۱ |
| ۴۱۱ | " ۱۸۳ مراد | ۲ | — | | ضلع شکارپور | | | ۴۵۴ | مہدیا آباد | — | ۱ |
| ۴۱۲ | یزمان منڈی | ۲ | ۱ | ۴۳۴ | کرونڈی | ۱ | ۱ | ۴۵۵ | گوٹھ سردار احمد | — | ۱ |
| ۴۱۳ | چک ۱۹۲ مراد | ۲ | — | ۴۳۵ | گوٹھ احمد آباد | ۱ | ۱ | | ضلع حیدر آباد | | |
| ۴۱۴ | سمہ سٹہ | ۲ | ۱ | ۴۳۶ | گوٹھ مولوی عبد السلام عمر | ۲ | ۱ | ۴۵۶ | حیدر آباد | ۳ | ۱ |
| ۴۱۵ | اوچ شریف | ۱ | ۱ | ۴۳۷ | جمال پور | — | ۱ | ۴۵۷ | ٹنڈو محمد خان | ۱ | ۱ |
| ۴۱۶ | ۱۶۱ مراد | ۱ | ۱ | | ضلع سکھر | | | ۴۵۸ | بشیر آباد | ۱ | — |
| ۴۱۷ | ۶۳ ڈی بی | ۱ | ۱ | ۴۳۸ | سکھر | ۱ | — | ۴۵۹ | نواں کوٹ احمدیاں | ۱ | ۱ |
| ۴۱۸ | بستی طاہر خان | ۱ | ۱ | ۴۳۹ | روہڑی | ۱ | ۱ | ۴۶۰ | لطیف آباد | ۱ | ۱ |
| | ضلع بہاولنگر | | | | ضلع جیکب آباد | | | ۴۶۱ | ٹنڈو الہ یار | ۱ | — |
| ۴۱۹ | چک ۱۶۶ مراد | ۳ | ۳ | ۴۴۰ | جیکب آباد | ۱ | ۱ | ۴۶۲ | کوٹڑی | ۱ | ۱ |

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ضلع بدین | | | | ۴۷۴ | گوٹھ احمدیہ | ۱ | ۲ | ۴۸۷ | کورنگی ٹاؤن | ۱ | ۱ |
| ۴۶۳ | کھوسکی | ۲ | ۱ | ۴۷۵ | فضل آباد | ۱ | – | ۴۸۸ | سوسائٹی | ۱ | ۱ |
| ۴۶۴ | کوٹ احمدیاں | ۱ | ۱ | ۴۷۶ | نگرپارکر | ۱ | ۲ | ۴۸۹ | ناظم آباد | ۵ | ۵ |
| ۴۶۵ | بدین | ۱ | ۱ | ۴۷۷ | مصطفیٰ فارم | ۱ | ۱ | ۴۹۰ | عزیز آباد | ۴ | ۳ |
| ضلع سانگھڑ | | | | ۴۷۸ | میرپور خاص | ۱ | ۱ | ۴۹۱ | صدر کراچی | ۱۱ | ۶ |
| ۴۶۶ | گوٹھ احمد پور | ۱ | ۱ | ۴۷۹ | ناصر آباد | ۱ | ۱ | ۴۹۲ | مالیر کینٹ | ۳ | ۱ |
| ۴۶۷ | سانگھڑ | ۱ | ۱ | ۴۸۰ | لطیف نگر فارم | ۱ | ۱ | ضلع میرپور آزاد کشمیر | | | |
| ضلع دادو | | – | – | ۴۸۱ | چک نمبر ۱۵۱ | ۱ | ۱ | ۴۹۳ | میرپور | ۱ | – |
| ضلع تھرپارکر | | | | ۴۸۲ | محمود آباد | ۱ | ۱ | ۴۹۴ | کوٹلی | ۱ | ۱ |
| ۴۶۸ | نور نگر فارم | ۱ | ۱ | ۴۸۳ | ڈگری | ۱ | – | ۴۹۵ | بھڑا | ۱ | ۱ |
| ۴۶۹ | محمد آباد اسٹیٹ | ۵ | ۱ | ضلع کوئٹہ | | | | ۴۹۶ | آرام باڑی | ۱ | ۱ |
| ۴۷۰ | نبی سر روڈ | ۱ | ۱ | ۴۸۴ | کوئٹہ | ۱۲ | ۳ | ۴۹۷ | خلیل آباد | ۲ | ۲ |
| ۴۷۱ | کنری | ۴ | ۱ | ضلع کراچی | | | | ۴۹۸ | دولیاں جٹاں | ۱ | ۱ |
| ۴۷۲ | کریم نگر | ۲ | ۱ | ۴۸۵ | مارٹن روڈ | ۷ | ۲ | ۴۹۹ | ضلع مظفر آباد | – | – |
| ۴۷۳ | نصرت آباد | ۲۷ | ۱ | ۴۸۶ | ڈرگ روڈ | ۸ | ۱ | ۵۰۰ | ربوہ | ۱۸۵ | ۶۶ |

# اجتماعات اور تربیتی کلاسز میں نمائندگی کا دس سالہ گوشوارہ

| سال | نمائندگی مجالس تربیتی کلاسز | تعداد نمائندگان | نمائندگی مجالس اجتماعات | تعداد نمائندگان |
|---|---|---|---|---|
| ۱۳۴۶ ہش / ۱۹۶۷ء | ۳۰ | ۱۰۱ | ۲۲۶ | ۲۵۷۲ |
| ۱۳۴۷ ہش / ۱۹۶۸ء | ۷۰ | ۱۷۰ | ۲۳۵ | ۲۸۵۴ |
| ۱۳۴۸ ہش / ۱۹۶۹ء | ۱۷۰ | ۳۵۰ | ۲۴۷ | ۲۵۰۰ |
| ۱۳۴۹ ہش / ۱۹۷۰ء | ۱۳۹ | ۲۱۷ | ۴۱۳ | ۳۰۰۰ |
| ۱۳۵۰ ہش / ۱۹۷۱ء | ۲۶۳ | ۴۲۸ | ۴۲۸ | ۳۱۰۲ |
| ۱۳۵۱ ہش / ۱۹۷۲ء | ۲۹۷ | ۴۷۴ | ۵۵۶ | ۳۷۸۹ |
| ۱۳۵۲ ہش / ۱۹۷۳ء | ۲۹۶ | ۴۴۸ | ۵۴۶ | ۴۳۳۹ |
| ۱۳۵۳ ہش / ۱۹۷۴ء | ۳۰۶ | ۴۶۱ | اجتماع نہیں ہوا | |
| ۱۳۵۴ ہش / ۱۹۷۵ء | ۳۷۵ | ۶۰۰ | اجتماع نہیں ہوا | |
| ۱۳۵۵ ہش / ۱۹۷۶ء | ۳۳۴ | ۵۶۰ | ۴۸۷ | ۴۰۰۸ |

ناشر: محمد شفیق قیصر، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
HOT KETCHUP
Plum Jam
made from whole oranges
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ لاہور

MONTHLY
KHALID
RABWAH

HIJRAT 1355 H.S.
MAY 1976
Regd No. L 5830





Title Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.